هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند
للعہ عہ عہ ۸ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۱؍ منیجر رشید احمد خاں احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۴ فروری ۱۹۴۰ء | نمبر ۶

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دہلی میں تشریف آوری اور واپسی

دہلی ۸ تبلیغ (بذریعہ ڈاک) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بروز پیر کراچی سے دہلی تشریف لائے۔ اور دو روز قیام فرما کر واپس کراچی تشریف لے گئے۔ حضور کی آمد پرائیویٹ تھی۔ احباب جماعت اچانک تشریف آوری کی خبر سنکر باغ باغ ہو گئے۔ اور حضور کے دیدار فرحت آثار سے مسرور ہوئے۔ واپسی کے وقت سٹیشن پر آنریبل سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔ ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب۔ چودھری بشیر احمد صاحب سب جج۔ شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج۔ حافظ عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ بابو نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی معہ احباب کے جم غفیر کے موجود تھے۔ حضور نے سب سے مصافحہ فرمایا۔ اور دعا فرمائی۔ گاڑی حضرت امیر المؤمنین زندہ باد۔ حضرت فضل عمر زندہ باد اور اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان روانہ ہوئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پتہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیجنے والے خطوط اور تاروں پر صرف "کراچی صدر" تحریر کرنا کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچہزار والی فوج میں شامل ہونیکا نادر موقعہ

تحریک جدید سال ششم کے جہاد کبیر میں حصہ لینے کی آخری تاریخ ۱۵ فروری ہے۔ اور وعدہ ڈاک میں ڈالنے کے لئے ۱۶ فروری ہے۔ یہ اخبار آپ کو اسوقت ملے گا۔ جبکہ ۱۵ یا ۱۶ فروری ہوگی۔ اس لئے آپ اگر تحریک جدید کے جہاد میں شامل نہیں ہوئے۔ تو آج یہ سمجھ لیں۔ کہ آخری دن ہے۔ اگر آپ کا ایمان آپ سے تقاضا کرتا ہے۔ کہ آپ کو ایسی مبارک و بابرکت تحریک میں شامل ہونا چاہیئے۔ جو آپ کی یاد کو ہمیشہ نیک نامی کے ساتھ یاد رکھے گی۔ اور آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۱ء کی پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کو پورا کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ تو آپ اس اعلان کو پڑھ کر اپنا وعدہ حضور کے پیش کرنے کے لئے فوری حوالہ ڈاک کر دیں۔ کیونکہ یہی وہ تحریک ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے صدیوں کے بعد موقعہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ ان ایک دو دن کو غنیمت جانیں۔ اور اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے اپنا مال راہ خدا میں قربان کر دیں۔ تا اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوں والسلام خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

جذبات ثاقب

(یہ نظم مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ سالانہ میں جناب ثاقب محمودی نے پڑھی)

اے کہ تیرا نام وجہِ انبساطِ کائنات
اے کہ (تیرا ہر حرف) تفسیر عنوانِ حیات
تیری سانسیں ہیں اولوالعزمی کا اک زریں سبق
تیری تقریریں کتابِ زندگانی کے ورق
دین کی خدمت پہ تیری ذرہ ذرہ ہے گواہ
کفر کی تو نے ہی کی بنیاد پامال و تباہ
اے امیرِ کارواں اے احمدیت کے وقار
قوم کا تجھ سے ہی وابستہ ہے زعمِ اقتدار

تیری ہستی پر زمینِ قادیاں کو ناز ہے
قادیاں تو کیا! زمین و آسماں کو ناز ہے

تیری ہمت کی گواہ کشمیر کی رنگیں فضا
جس میں تو نے کر دیا تھا اک تلاطم سا بپا
اوج سے تیری تحیر میں ہے بزمِ روزگار
تیرے پیروؤں کو ہے تیرے ارادوں کا وقار

اس میں کیا شک ہے کہ تو ہی ہے وہ فرزندِ بلند
جس کی نسبت پیشگوئی تھی "گرامی ارجمند"
جس کا نازل ہونا "مولا کے اترنے کا نشاں"
جس کی آمد کی گواہی دے چکا تھا آسماں
جس کی آمد ہے ظہورِ شوکت و شانِ خدا
جس کو مولا نے "رضا کے عطر سے ممسوح کیا"

سب دلوں پر آج ہیں شادابیاں سی حکمراں
تیرے زریں کارنامے گا رہا ہے آسماں
آج تیری قوم تیرے جشن منتی ہے شادماں
اب نہیں پھولی سماتی ہے زمینِ قادیاں
ہے مناتا اس کا گوہر آج جشنِ جوبلی
اس پہ ہے آج اک مسرت کی گھٹا چھائی ہوئی

ہے دعا ثاقب کی تجھ کو ہو عطا عمرِ دراز
تیری نصرت پر رہے وہ فطرتِ گلشن طراز
خائب و خاسر رہیں تیرے عدوئے بد شعار
جوبلی کے جشن دیکھیں ہم تمہارے بار بار

(ثاقب محمودی زیرہ ضلع فیروزپور)

چند نہایت مفید اور مجرّب ادویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معجون مبارک
فی سیر ۸عہ

صانع عالم نے دیگر اعضائے رئیسہ سے دماغ کو بالاتر درجہ عطا فرمایا ہے۔ محض اسیلئے ہنیں۔ کہ حیران کن ایجادوں کا موجد ہے۔ یا دینی و دنیاوی صنعتی باریک اور مشکل نکات کے حل کا واحد ذریعہ ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ اسکی اعلےٰ اور پاکیزہ صفات یہ ہیں۔ کہ قرب الہٰی کے راستہ کا رہبر ہے۔ اس کے لئے ایک نہایت مفید اور مجرب معجون تیار کی گئی ہے۔ چونکہ اس معجون کے اجزا رجملہ دماغی۔ ذہنی فہم و فراست کے معاون ہیں۔ بدیں وجہ میرے مکرم مہربان جناب مرزا صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ؑ قادیان اس دوائی کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اور سال بہ سال تیار کروا کر صحت کی حالت میں استعمال کرتے تھے۔ تاکہ کوئی نقص پیش ہی نہ آئے غرضیکہ یہ معجون بلاتمیز ہر ایک شخص کے لئے مفید اور موجب برکت ہے۔ اور آنکھوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اس کا نام معجون مبارک ہے۔ دماغی روشنی کی معاون اور ضعف بصارت کو بہت مفید اس کے فوائد و برکات بکثرت ہیں۔ مگر بوجہ طوالت پورے پورے بیان میں سد راہ ہیں

سفوف نور

یہ مجرب نسخہ شاہی حکیم جناب مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضؓ جماعت احمدیہ کا فرمودہ ہے۔ ابتدا ر موتیا بند ضعف لبصارت نیز پانی بہنے کو بہت ہی بے نظیر ہے۔ میں خود تیس سال سے برابر بلاناغہ اس کا استعمال کرتا ہوں۔ اور ازحد مفید پایا ہے۔ قیمت پندرہ خوراک ۱عہ

معجون دل شاد
پندرہ خوراک وزنی ۷ تولہ قیمت تین روپے

باہمہ صفت موصوف جیسی نیت ویسی مراد نئی طاقت اعصابی کمزوری دل۔ دماغ۔ معدہ جگر کو بہت مفید ہے۔ چستی۔ پھرتی خوشی فوراً حاصل ہوتی ہے۔ نیز اختناق الرحم کا عمدہ علاج ہے۔ ہر انسان حسب منشا رفائدہ اٹھائے گا۔

سفوف نشاط
قیمت پندرہ خوراک عہ

یہ ایک بہت مفرح اور مقوی دوا ہے۔ استعمال سے پہلے اپنا وزن کرلو۔ دو ہفتہ بعد پھر دیکھو۔ کہ وزن میں پہلے کی نسبت کتنا اضافہ ہوا۔ صحت کی خرابی یا بے اعتدالی سے جسقدر کمی آچکی ہو۔ اسکی تلافی اس سفوف کا کرشمہ ہے۔ اور جائز طور پر جس امساک کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اس سے یقیناً حاصل ہو جاتی ہے۔ جہاں پہلے پژمردگی اور مایوسی تھی۔ وہاں بارونق اور خوشنما چہرہ دکھائی دے گا۔ پرہیز شرط ہے۔

معجون روشن دماغ
پندرہ خوراک بمعہ ڈبیہ قیمت بارہ آنے

اس کے اجزا ر قوائے ذہنی کو بہت ہی مدد دیتے ہیں۔ قیمت میں حتی المقدور بطور امداد رعایت کردی گئی ہے۔ تاکہ غریب طلبا ربھی فائدہ اٹھاویں۔ اگر صاحب توفیق طلبا بنظر ثواب خرید کر غریب طلبا ر کو خریددیں۔ تو کار ثواب ہے۔ کند ذہن طلبا بطور امتحان ایک ڈبیہ ضرور ہی خریدیں۔ پھر دیکھیں کہ اس عجیب الاثر معجون سے محض دو ہفتہ استعمال سے ذہنی روشنی میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے۔ تیل۔ ترشی۔ مرچ سرخ (زیادہ گرم مصالح سے تیار شدہ اغذیہ سے پرہیز لازمی ہے۔)

نوٹ :- دردنقرس۔ عرق النساء۔ درد مفاصل ریاح سے پیدا شدہ عوارض کے حملہ کو روکنے کے لئے بھی مرکبات تیار ہیں۔ نیز دوائی جریان الرحم نسوار مصفی دماغ بھی تیار ہیں۔

المشتھر :- ملاوامل حکیم، بڑا بازار قادیان

جنّت میں اپنا گھر بنالو!

محترمہ شاکرہ بی بی بنت مولوی امیرالدین صاحب جمّ گاؤں چند ماہ سے دارالامان میں ہیں۔ ان کو جب تحریک جدید کی اہمیت معلوم ہوئی۔ کہ یہ وہ تحریک ہے۔ جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں کے مستحق ہوں گے۔ اور اخلاص سے قربانی کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جنّت واجب کردیگا یہی وہ فوج ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا جان و مال خرچ کرنے کی وجہ سے بدری صحابہؓ کی مثیل ہے جس کا موقعہ اللہ تعالےٰ نے صدیوں کے بعد عطا فرمایا ہے۔ تو انہوں نے اپنا ایک طلائی زیور جسے علاقہ بھاگل پور میں "بجلی" کہتے ہیں دیدیا۔ جس کے نوّے روپے موصول ہوئے۔ اور آٹھ روپیہ وہ پہلے ادا کرچکی تھیں۔ اس طرح انہوں نے دس سال کا چندہ تحریک جدید ادا کردیا۔ اب ان کا چندہ یوں ہے۔ سال اول۔ سال دوم۔ سال سوم سال چہارم۔ سال پنجم۔ سال ششم۔ سال ہفتم۔ سال ہشتم۔ سال نہم۔ سال دہم۔ عورتوں کے پاس زیور تو بالعموم ہوتا ہے۔ جو ان کی اپنی ملکیت ہے۔ وہ راہِ خدا میں قربان کردیں بلکہ مردوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ تحریک جدید کے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ کیونکہ اسکی نسبت سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ فرما چکے ہیں۔ "احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اس تحریک میں حصہ لیکر اشاعت اسلام کی مستقل عمارت کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اور جو خدا کیلئے گھر بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں گھر بناتا ہے"۔ پس دوستوں کو ان ایک دو دن کو رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیئے۔ بلکہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ والسلام

(خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش | نمبر ۶

میر قاسم علی صاحب کے چیلنج مباہلہ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا گریز

فاروق ۲۱ جنوری ۱۹۴۰ء کے پرچہ میں جناب میر صاحب نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور امیر پیغام اور ایڈیٹر پیغام کو اس بات پر مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ کہ تم جو ہمیں اس وجہ سے گمراہ ٹھہراتے ہو۔ کہ ہم حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود مانتے ہیں۔ تو مجھ سے مباہلہ کر لو۔ جس کا جواب غیر مبایعین کے رسالہ ینگ اسلام یکم فروری کے پرچہ میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور غالباً امیر پیغام اور ایڈیٹر پیغام نے اسکو شائع کرنا ہی اپنی طرف سے جواب سمجھ لیا ہے۔

مصری صاحب نے جواب میں اپنی دونوں کتب "شانِ مصلح موعود" اور "ذریت مبشرہ" کی خوب دل کھول کر تعریف کی ہے۔ اور اپنی علمیت کی خود ہی داد دی ہے۔ مگر ان ہر دو کتابوں میں جہاں تک حقائق و معارف ہیں۔ وہ ان سب دوستوں پر عیاں ہیں۔ جنہوں نے ان کو پڑھا۔ اور میں نے خود بھی ان کو پڑھا ہے۔ اور سوائے حضرت مسیح موعودؑ کے منشار کے برخلاف ہونے کے اور کچھ نہیں پایا۔ لیکن مجھے اس جگہ اس بحث سے غرض نہیں۔ بلکہ میں اس چیلنج کے جواب میں جو مصری صاحب نے علمیت ظاہر کی ہے۔ اس کے متعلق کچھ بیان کئے دیتا ہوں۔

مصری صاحب اس چیلنج مباہلہ کو اسلئے منظور نہیں کرتے۔ کہ یہ شریعت کے خلاف اور حضرت اقدس مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی اختلاف ہے۔ اور جزئی اختلاف میں حضرت مسیح موعود نے مباہلہ نہیں کیا۔ مثال کے طور پر عبدالحق غزنوی کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ اس سے حضرت اقدس نے مباہلہ کرنا درست نہیں سمجھا تھا۔ مصری صاحب کو میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت اقدسؑ ابتدار میں کسی مسلمان کہلانے والے شخص سے مباہلہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ مگر بعد ازاں جب آپ کو اجازت دی گئی۔ تو آپ نے تمام علمار کو مباہلہ کی دعوت دی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

"گواہ رہ اے زمین اور آسمان! کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ اور نہ ٹھٹھا کرنے والی مجلسوں سے الگ ہو۔" (انجام آتھم صـ۶۷)

نیز آپ نے فرمایا:۔ "لیکن ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے۔ اور ہر ایک جو مکار اور مفتری خیال کرتا ہے۔ اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ اسکو افترا خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اسکو بہر حال اختیار ہے۔ کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کردیں۔"

شیخ صاحب مصری کا مثال کے طور پر عبدالحق غزنوی کو پیش کرنا کہ حضرت اقدسؑ نے ان سے مباہلہ نہیں کیا۔ یہ حضرت اقدس کی عبارات کے سراسر برخلاف ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:۔

"عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد میں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کر کے کہا۔ کہ اگر تم اپنی دعائے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو۔ تو کوشش کرو۔ کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے۔ تا تم ابتر نہ رہو۔ جو مباہلہ کا ایک اثر سمجھا جائے گا۔ پس اس قدر تاکید پر ضرور اس نے مباہلہ کے بعد بد دعائیں کی ہونگی۔ آخر ابتر رہا۔ اس سے زیادہ اور کیا نشان ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی) نیز آپؑ فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی عبدالحق غزنوی اٹھا۔ اور اس نے مباہلہ کر کے اپنی بد دعاؤں سے میرا استیصال چاہا۔ سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی۔ اس کے مباہلہ کے بعد ہوئی۔"

شیخ صاحب کو غور کرنا چاہیئے تھا۔ کہ حضرت اقدسؑ تو اس مباہلہ کو اپنی ترقی کا ذریعہ بتارہے ہیں۔ مگر وہ لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ عبدالحق غزنوی سے کیا ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس زمانہ کی عبارتوں کو پیش کر کے کہ جب آپ ایک مسلمان کہلانے والے کے ساتھ مباہلہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ناواقف لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اور مباہلہ سے فرار کرنے کا ایک طریق سوچا ہے۔

شیخ صاحب کا یہ لکھنا کہ "مباہلہ میں فریقین کا ایک دوسرے کو کاذب یقین کرنا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالنا ضروری ہے۔ اور اگر ایک فریق ہی دوسرے فریق کو کاذب سمجھے۔ اور اس پر لعنت ڈالے۔ تو وہ حضور کے نزدیک مباہلہ نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ اس پر کوئی نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔" یہ تو سچ ہے۔ کہ اگر شیخ صاحب جماعت احمدیہ کو اس عقیدہ میں کاذب نہیں سمجھتے۔ تو مباہلہ کا چیلنج دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور میر صاحب کو لوگ کہہ سکتے تھے۔ کہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ مگر شیخ صاحب تو آج سے ایک سال پہلے اپنی "دردمندانہ اپیل" میں لکھ چکے ہیں۔ "جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے۔ اور بہتوں کو لے جانے والا ہے۔ اسکی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے بلکہ اسکو ضروری جان کر قدم اٹھایا ہے۔"

پس شیخ صاحب نے جماعت کو دہریت سے بچانے کے لئے سب سے پہلا اصلاحی قدم کتاب "شانِ مصلح موعود" کو شائع کرنے پر اٹھایا ہے۔ جس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "یہ کتاب خدا تعالےٰ کی خاص تائید اور نصرت سے لکھی گئی ہے۔ اور اس کے دلائل کی صحت اور مضبوطی پر مجھے انشراح صدر ہے۔" گویا کہ جماعت کو دہریت کی طرف لے جانے والا سب سے بڑا امر جماعت کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود ماننا ہے۔ اور اسی کی سب سے پہلے اصلاح کرنی شیخ صاحب نے ضروری سمجھی ہے۔

اس کا جواب فاروق اور الفضل میں دیا گیا۔ اور ساتھ ہی میر صاحب نے آسمانی فیصلہ کے لئے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ جس کو مصری صاحب نے یہ کہہ کر کہ یہ شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ بعینہٖ مولوی ثنار اللہ کے اس جواب کی تصدیق کی۔ کہ "مرزائیو! کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بلایا ہے۔ بتاؤ۔ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

یہ مولوی ثنار اللہ صاحب کا ایک فرار کا طریقہ تھا۔ جس کو آج شیخ صاحب بھی اختیار کر رہے ہیں۔

عجیب بات تو یہ ہے۔ کہ شیخ صاحب مصلح موعود کے عقیدہ کو اب جزئی اختلاف قرار دے کر مباہلہ سے جی چراتے ہیں۔ اور مباہلہ صرف اس بات پر کرتے ہیں۔ کہ میر صاحب نے مجھے چند باتیں کہی ہیں۔ ان پر میں مباہلہ کر سکتا ہوں۔ مگر کیا ایسا کرنے سے کلی اختلاف بن جائے گا۔ اور پھر جزئی کی قید اڑ جائے گی۔

شیخ صاحب خدارا غور فرمادیں۔ میر صاحب تو اپنے عقیدہ پر قائم ہیں۔ اور مباہلہ کا چیلنج اسی عقیدہ کی وجہ سے دے رہے ہیں۔ مگر آپ اس سے فرار کی راہیں نکال کر جان بچا رہے ہیں۔ افسوس۔

مولا بخش مجاہد تحریک جدید دیہاتی سکیم۔

ضروری اعلان

الیکشن پنجاب اسمبلی ۱۹۴۱ء کیلئے تیاری شروع کردی جائے

جو کام وقت پر نہیں کیا جاتا۔ اس کے لئے آخری گھڑی میں جو کوشش اور دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ وہ بالعموم رائیگاں جاتی اور حتمی نتائج کی توقع رکھنا تو درکنار بلکہ ناگوار نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے احباب کو چاہیئے کہ بڑی احتیاط کے ساتھ ابھی سے اپنے اپنے مقامات پر اپنے طور پر احمدی ووٹرز کی فہرستیں تیار کرلیں۔ اور پھر اس بات کا پورا اہتمام کریں۔ کہ مقامی سرکاری ملازمین پٹواری وغیرہ نے پوری دیانتداری سے احمدی ووٹران کو اپنی فہرستوں میں رکھا ہے۔ یا نہیں۔ اگر کسی کی طرف سے کوتاہی صادر ہو۔ تو جہاں اس کا علم ہو۔ فوراً اہتمام بالا کو تحریر اً دیں۔ اسکے متعلق مجھے بھی اطلاع فوراً بھجوا دیں۔ از بس تاکید ہے (ناظر امور عامہ)

حضرت امیر المومنین فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وجود باجود حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے

اور اس نشان کو مبہم بنانے والے خدائی مجرم ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مندرجہ ذیل مضمون میں نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ ان دس قسم کے دلائل کا ذکر ہے۔ جن سے حضرت خلیفہ ثانی کا وجود باجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان قرار پاتا ہے۔ تفصیل کے لئے خاکسار کی شائع کردہ کتاب "نشانِ فضل اور نشان رحمت" ملاحظہ فرمائیں۔ (عبداللطیف)

(۱) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خلافت حقہ پر قرآنی شہادات

آیت استخلاف کی رو سے ان عقائد صحیحہ کو فروغ۔ مقبولیت اور تمکین حاصل ہوئی۔ جن پر آپ کاربند تھے۔ مثلاً عقیدہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ خلافت کے متعلق آپ کے نظریہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور آپ کی جماعت کی اکثریت نے قبول کیا۔

(۲) آیت لایمسہ الا المطہرون کے مطابق اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے مثل علم و عرفان بخشا۔ اور آپ نے مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے غیر احمدی علماء کو تفسیری مقابلہ کے لئے کئی بار چیلنج کیا۔ لیکن کوئی عالم آپ کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہوا۔

(۳) آیت و آخرین منہم کے مطابق آپ نے دس لاکھ افراد کو دینِ متین کی تعلیم پر عامل بنا دیا۔

(۴) آیت عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً میں مذکورہ پیشگوئی کا ظہور دنیا میں آپکے ذریعہ ہوا۔ ہر سال جلسہ ہائے سیرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قیام اس بات کا اظہر من الشمس ثبوت ہے۔

دوم۔ آپ کے عہد خلافت میں قرآن کریم کی متعدد پیشگوئیاں ظاہر ہوئیں۔ جن سے آپ کا خلیفہ برحق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ الخ کا کامل ظہور آپکے وقت میں ہو رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ آپکے زمانہء خلافت میں پورا ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کی پیشگوئی اذا زلزلت الارض زلزالہا بھی پوری شان اور شوکت سے ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ دنیا کی بڑی بڑی عالمگیر لڑائیاں اور سخت ہولناک زلازل آپ کے زمانہء خلافت میں برپا ہوئے ہیں۔

سوئم۔ قرآن کریم کی وہ پیشگوئیاں جو ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں پوری ہوئیں۔ اور پھر دوبارہ آپکے بروز کامل اور مظہر اتم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الہام ہو کر ظاہر ہوئیں۔ حضرت خلیفہء ثانی کے وقت میں پوری ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ان شانئک ھو الابتر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور الہام سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ہے خلافت ثانیہ کے زمانہ میں پورا ہوا۔ جبکہ سعد اللہ لدھیانوی کا بیٹا جو اس الہام سے پیشتر موجود تھا۔ لاولد ہونے کی حالت میں مر گیا۔ اور اپنے باپ سعد اللہ لدھیانوی کے ابتر ہونے پر مہر کر گیا۔

(۴) چہارم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعدد فرامین آپ کی خلافت حقہ کی تائید میں ہیں۔ مثلاً وہ حدیث جس میں مسیح موعود یا اس کے کسی خلیفہ کا دمشق کے شرقی منارہ کے نزدیک نزول کا ذکر ہے۔ دوسرے وہ حدیث جو مسیح موعود کی عالی مقام اور اولاد کے متعلق یتزوج ویولد لہ کے الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔ تیسرے وہ حدیث جس میں آپ نے و آخرین منہم کی تفسیر فرماتے ہوئے لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال من ابناء فارس کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ اور مسیح موعودؑ کے ساتھ آپ کی اولاد کا بھی ذکر فرما دیا ہے۔

پنجم۔ آسمانی نوشتے اور اولیائے امت کی پیشگوئیاں حضرت خلافت مآب کے متعلق مثلاً حضرت دانیال نبی کی پیشگوئی جس میں آپ کے ابتدائے خلافت کا زمانہ ۱۳۳۵ھ بتلایا گیا ہے۔ نیز حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی واضح پیشگوئی جو "پسرش یادگار مے بینم" کے الفاظ میں کی گئی ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "نشانِ آسمانی" کے صلا پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے"۔

نیز حضرت امام یحیٰی بن عقب لونی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی جو شمس المعارف نامی کتاب میں بصورت نظم عربی درج ہے۔ اس کا ایک شعر یہ ہے:

وَمَحْمُوْدٌ یَّنْظُرُ و بعد ھٰذا
ویملک ملک شام بلا قتال

ایک قابل قدر نکتہ قرآن کریم۔ احادیث شریف بائیبل اور اولیائے امت کی پیشگوئیوں میں جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ وہاں پر حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ کیونکہ آپ حسن و احسان میں اپنے مطاع اور آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔

(۶) ششم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد پیشگوئیاں آپ کے زمانہ خلافت میں آپ کے ہاتھ سے پوری ہوئیں۔ مثلاً "تائی آئی" والا الہام آپ کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوجہ صاحبہ جو حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی تائی تھیں۔ آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ حقہ میں داخل ہوئیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام اور پیشگوئی کہ مصلح موعود تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ بھی آپ کے زمانہ خلافت اور آپ کے ہاتھ سے پورا ہوا۔ جبکہ حضرت مرزا سلطان احمدؐ صاحب رضی اللہ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد سے ابھی تک باہر تھے۔ سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر تین کو چار کرنے والے ثابت ہوئے۔ نیز "بلائے دمشق" والا الہام بھی آپ کے زمانہ خلافت میں پورا ہوا۔ زلزلہ بہار اور زلزلہ کوئٹہ کا نشان بھی آپ کے وقت میں ظاہر ہوا۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" شاتان تذبحان والے الہام کا دوسرا حصہ حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے رنگ میں آپ کے وقت میں پورا ہوا وغیرہ وغیرہ۔

ہفتم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیسیوں پیشگوئیاں جو آپ کے وجود باجود کے متعلق ہیں۔ اور جن کی رو سے آپ پسر موعود۔ مصلح موعود قدرت ثانی کے مظہر دوم۔ بشیر ثانی۔ خلیفہ دوم ثابت ہوتے ہیں۔ نیز آپ کا حضرت موعود کل ادیان احمد آخر زمان علیہ السلام کی مبشر اولاد ہونا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکے اور آپکے دوسرے محترم بھائیوں اور بہنوں کے حق میں بشارتیں اور خوشخبریاں پانا آپکے مصلح موعود اور خلیفہ برحق ہونے کا زبردست ثبوت ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُو نے دی پھر دی یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھکو یہ تُو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نیز فرمایا:۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نیز فرمایا:۔

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہاں پر یہ مصرع "کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد" نہایت قابل غور ہے۔ جس سے ہمارے اور غیر مبایعین کے تمام اختلافات کا نہایت آسانی سے فیصلہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ بشارت دینا کہ "یہ ہرگز برباد نہ ہوں گے" روحانی زندگی کے متعلق ہے۔ نہ کہ مادی اور سیاسی حیات کے متعلق جس کو خود اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں قل متاع الدنیا قلیل فرما رہا ہے۔ کیا کوئی معمولی عقل و خرد رکھنے والا انسان اس بات کو اپنے دماغ میں جگہ دے سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ

(بقیہ مضمون دیکھو صلا کالم ۳ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی کتاب

"ذرّیت مبشرہ" پر سرسری نظر

(۱)

(از قاضی محمد بشیر صاحب کوروال)

حال ہی میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے ایک کتاب "ذریت مبشرہ" لکھی ہے کتاب کی اشاعت سے قبل بہت شور تھا۔ پیغامی اخبارات میں اسکی از حد تعریف کی جا رہی تھی۔ اور کہا جا رہا تھا۔ کہ اس کتاب میں ان تمام الجھنوں کو دور کر دیا گیا ہے۔ جو قادیان کے ارباب حل و عقد کی طرف سے اس پیشگوئی (مصلح موعود) کے متعلق پیش کی جاتی ہیں۔ ہمیں بھی از حد شوق تھا۔ کہ دیکھیں مصری صاحب اب کونسا تیر چھوڑتے ہیں آیا وہ مومنانہ شان اور فطرت سعیدہ کا اظہار کرتے ہوئے ان صحیح حقائق کو جو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ان کے سامنے رکھے گئے تھے۔ تسلیم کرتے ہیں۔ یا اپنی عادت کے مطابق ان کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کتاب شائع ہوئی۔ اور ہمارے مطالعہ سے بھی گزری۔ مگر ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

کتاب کیا ہے ایک خرافات کا مجموعہ غلط استدلالات۔ گول مول تاویلات اور عالم حقیقت سے بہت دُور کی کہانیاں۔ عمداً ارادتاً تکلف سے ان باتوں کو بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن کو عقل سلیم کسی کم سے کم قیمت پر بھی لینے کو تیار نہیں۔

مصری صاحب نے کتاب کیوں لکھی

ناظرین فاروق! مصری صاحب نے اپنی کتاب "ذریت مبشرہ" ان مضامین کے جواب میں شائع کی ہے۔ جو محترمی برادر مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے اخبار "الفضل" کی ایک قسط میں اور خاکسار کے دو مضامین جو "فاروق" کی دو قسطوں میں شائع ہوئے۔ ان مضامین میں بتلایا گیا تھا۔ کہ مصری صاحب نے اپنی کتاب "شان مصلح موعود" میں یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بشارات کے ماتحت پیدا ہوئے۔ اس پر ہم نے لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "آئینہ کمالات اسلام" میں ایک زریں اصول بیان فرمایا ہے:۔ ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدّر تولید الصالحین (آئینہ کمالات اسلام)

کہ "خدا تعالےٰ اس وقت تک اپنے نبی یا ولی کو اولاد کے پیدا ہونے کی بشارت نہیں دیتا۔ جب تک کہ اس کا صالح ہونا مقدّر نہ ہو"

اس اصول کو پیش کرتے ہوئے ہم نے مصری صاحب سے پوچھا تھا۔ کہ وہ کس صورت میں اس اصول کی موجودگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات والا صفات پر گندے اعتراضات اور ناپاک حملے کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں جبکہ خود انہوں نے اپنی کتاب "شان مصلح موعود" میں حضرت کو بشارت کے ماتحت پیدا شدہ تسلیم کر لیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اصول ایسا محکم اور پائیدار ہے۔ کہ عقل بھی اسکی تصدیق کرتی ہے۔ کیونکہ کوئی معقول انسان اس بات کو درست تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ خدا کسی نبی اور ولی کو "خوشخبری" دے۔ کہ تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اور پھر وہ ناپاک نکلے کیونکہ ناپاک لڑکا نبی اور ولی کے لئے خوشخبری اور خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی خدا نبی اور ولی سے یہ مضحکہ کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ کہ اسے لڑکا تو ناپاک دے۔ مگر اسے اس نبی کے لئے موجب خوشخبری بنائے۔ کیونکہ یہ تو خدائے تعالےٰ کی اس نبی اور ولی سے انتہائی ستم ظریفی ہوگی۔ جو شان الوہیت سے بہت بعید ہے۔

مصری صاحب کو ہماری اس دلیل اور دیگر دلائل کی قوت کا بشدت احساس ہوا۔ اور انہوں نے باقی ہمارے مضامین کی اشاعت کا انتظار کئے بغیر ان مضامین کے متعلق کچھ لکھنا چاہا۔ مگر جو کچھ انہوں نے لکھا۔ جیسا کہ ناظرین کرام آئندہ چل کر ملاحظہ فرماویں گے۔ وہ محض ان کی مذبوحی حرکات ہیں۔ جو از خود رفتہ ہو کر ان کی قلم سے سرزد ہوئی ہیں۔ اور ان کی دلائل سے بے بضاعتی کم مائگی اور تہیدستی کا کامل مرقع ہیں اور ساتھ ہی ان کی شقاوت قلبی کا بھی واضح ثبوت۔

ذریت مبشرہ کے متعلق میری رائے

جناب مصری صاحب! آپ کی اس "تصنیف" کو پڑھنے کے بعد میں مجبور ہو گیا ہوں۔ کہ میں سمجھ لوں۔ کہ آپ صداقت سے بہت دُور جا چکے ہیں۔ اور عقل و دانش کے پاس پھٹکنا بھی گناہ تصور کرتے ہیں۔ صداقت کو آپ ایک زہر تصور کرتے ہیں۔ اور اس سے بچنے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ کاش آپ یہ کتاب نہ لکھتے۔ اور ایسے بودے استدلالات کو اپنے نہاں خانۂ قلب میں ہی مختوم و مکتوم رکھتے۔ اور علمی حلقہ میں اپنی پردہ دری نہ کراتے۔ یہ کتاب اس قابل تو نہ تھی۔ کہ اس کے جواب کی طرف توجہ کی جائے؛ مگر اسلئے کہ مصری صاحب کہیں سوئے فہمی سے اپنی کتاب کو لاجواب ہی نہ سمجھ لیں۔ ان کی اس بدگمانی کا ازالہ ضروری سمجھتے ہوئے ان مضامین کے لئے قلم اٹھا رہا ہوں وباللّٰہ التوفیق

ناظرین کرام! مصری صاحب ہم سے شاکی ہیں۔ کہ ہم نے اپنے کسی مضمون میں انہیں منافق کہا ہے۔ وہ اس لفظ سے ناراض تھے۔ مگر خدا کی شان۔ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مصری صاحب سے خدا تعالےٰ نے چند ایسی باتیں لکھا دی ہیں۔ جو بموجب حدیث نبوی ان کے نفاق پر دال ہیں۔ اور ان کے پہلے طرز عمل کو جو ان کے نفاق پر دلیل تھا۔ پیش کرنے سے ہمیں مستغنی کر دیا ہے۔ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ منافقوں کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے:۔

اذا حدّث کذب

کہ جب وہ بات کرتا ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔

مصری صاحب کا ایک بہت بڑا جھوٹ

مصری صاحب نے اپنی کتاب "ذریت مبشرہ" کا آغاز ہی ایک بہت بڑے بے سر و پا جھوٹ سے کیا ہے۔ جس کا ثبوت نہ وہ اور نہ ان کا کوئی ہوا خواہ تا قیامت پیش کر سکتا ہے اپنی ترنگ میں جناب مصری صاحب کو خدا جانے کیا سوجھی کہ اپنے منہ میاں مٹھو تعریف کرنے پر جو اترے۔ تو جھٹ لکھ مارا۔ کہ "اس کتاب (شان مصلح موعود) کا شائع ہونا تھا۔ کہ چاروں طرف سے اس کا چرچا ہونے لگا: ہر زبان اسکی تعریف میں گویا نظر آنے لگی۔ اور ہر دل سے اسکی مقبولیت کا اعتراف پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگا۔ احباب جماعت میں سے جس نے بھی اسے پڑھا۔ اس کے دل میں مسرت و انبساط کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس کے قلب نے اس قدر خوشی محسوس کی۔ کہ گویا اسکو ایک بیش بہا خزانہ مل گیا ہے۔ جس کی تلاش میں وہ مدت سے سرگردان تھا۔ اور بعض پر تو یہ خوشی ایسی غالب آئی۔ کہ وہ اس کے اظہار سے نہ رک سکے۔ اور جناب خلیفہ صاحب مکرم کے خوف تشدد کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے ان میں سے بعض نے تو جوش مسرت میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ اس کتاب کے مصنف کے ہاتھ چومنے چاہئیں"۔ (ذریت مبشرہ ص۳)

"جونہی احباب کو اس کتاب (شان مصلح موعود) کے شائع ہونے کا علم ہؤا۔ انہوں نے خفیہ خفیہ اسے منگوانا شروع کیا۔ احباب کے اشتیاق کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک ایک نسخہ تیس تیس چالیس چالیس کے مطالعہ سے گزرا"۔ ص۵

یہ سارے کا سارا پیرا جس میں وہ یہ بھی لکھ گئے ہیں۔ کہ "ہر دل سے اسکی مقبولیت کا اعتراف پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگا"۔ محض دروغ بے فروغ ہے۔ اور اپنا منہ آپ چڑانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی نے ان کا مذاق اڑانے کے لئے ان سے تمسخر کیا ہے۔ کہ ان کے کان میں ایسی بات ڈال دی۔ یا پھر ایسی تعریف کرنے والے وہی چند منافق ہوں گے۔ جن کے آپ امیر اور وہ آپ کے دم ساز ہیں۔ اور سچ پوچھئے۔ تو مصری صاحب کے آخری فقرے نے تو سارے کا سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا ہے۔ جناب مصری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "بعض دوستوں کو یہ کتاب اس قدر پسند آئی۔ کہ انہوں نے اپنی جیب سے روپیہ خرچ کر کے اس (شان مصلح موعود) کی مفت اشاعت کی" (ذریت مبشرہ ص۴)

مصری صاحب پر ایک مثال کا چسپاں ہونا

کہتے ہیں کوئی تھا چور مگر تھا کچا۔ ایک رات کسی کے ہاں اس نے چوری کی۔ اسباب کی گٹھڑی باندھی تو گھر والے بیدار ہو گئے۔ اس نے جو دیوار پھاندی۔ تو بدقسمتی سے گٹھڑی اندر اور چور باہر۔ صبح پولیس تفتیش کرنے لگی۔ تو یہ چور بھی تفتیش کرانے میں ساتھ ہو گیا۔ اور اپنی دانشمندی کی داد لینے کے لئے پولیس والوں کو بتلانے لگا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ چور اس راستہ سے آیا ہے۔ اور پھر اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوں یوں سامان باندھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے سامان باندھنے پر گھر والے جاگ پڑے۔ اور اس نے دیوار پر سے چھلانگ لگائی۔ بس پھر کیا تھا۔ گٹھڑی اندر اور مَیں باہر

بالکل یہی حالت مصری صاحب کے آخری فقرہ کی ہے۔ انہوں نے خود ہی اپنی دروغ بافی کا بھانڈا چوراہے میں یہ کہہ کر پھوڑ دیا ہے۔ کہ "بعض دوستوں نے اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرکے اسکی مفت اشاعت کی ہے۔" معلوم ہوتا ہے۔ یہی وہ ہر دل تھا۔ جس کے دل سے مقبولیت کا اعتراف پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔ اور یہ ان کے ہوا خواہ چند منافقین ہی ہیں۔ جو ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور ان کی چاپلوسی کرنے کے شائق ہیں۔ ورنہ کون مخلص احمدی ایسا ہو سکتا ہے۔ جو آپ کو اس ژولیدہ کتاب کی اشاعت میں اپنی جیب سے مدد دے۔

مصری صاحب کو کھلا چیلنج

جناب مصری صاحب! میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ابھی تک آپ میں کچھ تخم امانت و دیانت باقی ہے۔ اور ابھی تک آپ صداقت کی کچھ بھی قدر و منزلت سمجھتے ہیں۔ تو آپ اپنے اس دعوے کو کھلے بندوں ثابت کریں۔ کہ "ہر دل سے اسکی قبولیت کا اعتراف پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگا۔" مصری صاحب! ع

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

کیا؟ احباب جماعت میں سے ہر دل کو چھوڑ کر دو فی صدی احباب کے نام بھی آپ پیش کریں گے۔ جنہوں نے آپ کی کتاب کی تعریف کی ہے۔ مصری صاحب! کیا آپ مقدس جماعت احمدیہ میں سے ایک فی صدی بھی ایسے آدمیوں کے نام پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے آپ کے ہاتھوں کو چومنے کی خواہش کی ہو؟

مصری صاحب! خدا کو حاضر ناظر جان کر کیا آپ ½ فی صدی جماعت کی فہرست ہی پیش کر سکتے ہیں۔ جن کے دلوں میں آپ کی کتاب کی اس سے زیادہ قدر و منزلت ہوئی ہو۔ جتنی کہ ایک غلیظ چیتھڑے کی ہوتی ہے؟

یقیناً وہ دن نہیں آ سکتا۔ ہاں نہیں آ سکتا۔ جبکہ مصری صاحب مردِ میدان بنکر اور خلوت کا جامہ اتار کر مردوں کی مجلس میں آئیں اور ہمارے اس زبردست مطالبہ کو پورا کریں۔ اور اخلاقی جرأت سے کام لیکر ان احباب کے نام شائع کردیں۔ ورنہ اہل عقل پر خوب روشن ہے۔ کہ آپ کو ایسے دعووں کی عادت ہے۔ جن کی وقعت ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ نہیں۔

مصری صاحب! آپ کو یقیناً یاد ہو گا۔ کہ آپ نے بڑے زور شور سے یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ جماعت کا اکثر حصہ دہریہ ہو چکا ہے۔ مگر آج تک احباب جماعت میں سے دو فی صدی دہریہ بھی نہ دکھا سکے۔ اور آپ کا وہ دعویٰ اس طرح غائب ہو گیا۔ جیسے "۔۔۔۔۔ کے سر سے سینگ"۔

مصری صاحب! خدارا آپ ایسے دعاوی نہ کیا کریں۔ جو آپ کی ایسی ندامت اور سبکی کا موجب ہوں۔ نیز میں آپ کو بتا دوں۔ کہ ہم تو آپ کی اس کتاب (شان مصلح موعود) کو بھی ایک ژولیدہ کتاب سمجھتے ہیں۔ وہی پیغامیوں کی صدائے بازگشت ہے۔ جن کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جاکر آپ کا تقریر کرنا آپ کے اور پیغامیوں کے لئے موجب فخر ہے۔ ہمیں ڈر تھا۔ کہ آپ اپنی اس تصنیف کو لاجواب اور مدلل سمجھ لیں گے۔ اسلئے میرے فاضل بھائی قاضی محمد نذیر صاحب نے ضروری سمجھا۔ کہ آپ کے اعتراضات کی حقیقت کو بے نقاب کیا جائے۔ اور انہوں نے ایک مفصل اور مسلسل سلسلہ مضامین اخبار "الفضل" میں جاری کیا ہوا ہے۔ ان کے ارشاد کے ماتحت میں نے بھی چاہا۔ کہ چند باتیں سرسری طور پر ناظرین فاروق کے سامنے پیش کر دوں۔

مصری صاحب کا فخر اور ہم

مصری صاحب! آپ کا فخر آپ کو مبارک ہو۔ اگر میں ان آراء کو جمع کرنے بیٹھ جاؤں۔ جو ان مضامین کے متعلق ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ اور جو احباب جماعت کے علم دوست طبقہ نے ظاہر کی ہیں۔ تو شاید آپ گھبرا جائیں۔ میں اس چیز کو پیش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ مجھے آپ کے اس بے جا ناز کی حقیقت کو بھی بے نقاب کرنا ہے۔ اس لئے میں ایک تازہ تبازہ رائے آپ کے دماغ کے صیقل کرنے کی خاطر آپ کی خدمت والا میں پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو اپنی اس "لاجواب" کتاب کی وقعت کا بھی علم ہو جائے گا۔ اور محترمی قاضی صاحب کے مضامین کی شان کی حقیقت بھی جو غیروں کی نظر میں ہے۔ واضح ہو جائیگی۔ یہ تازہ رائے ایک ایسے غیر جانبدار کی ہے۔ جو ہمارے بھی مخالف ہیں۔ اور آپ کے بھی وہ اپنے ایک تازہ رسالہ "سلسلہ تصنیفات محمدیہ جلد نہم" مطبوعہ ۱۹ر جنوری ۱۹۴۰ء صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:۔

"ان کے (شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری) رسالہ (شانِ مصلح موعود) کے ایک حصہ کو اگر قادیانی جماعت کے ایک ہی مبلغ قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے اپنے پندرہ نمبروں کے جواب میں الفضل کے ذریعہ ناکام بنا دیا ہے۔ تو اب دوسرے حصہ میں میرا یہ رسالہ ان کو (مصری صاحب) بکلی ناکام بنا دے گا۔"

اور سچی بات تو یہ ہے۔ کہ مصری صاحب کو اس مصنف نے بھی خوب پکڑا ہے۔ مصری صاحب نے یہ لکھا تھا۔ کہ مصلح موعود آئندہ صدیوں میں آئے گا۔ اس کے رد میں مصنف رسالہ نے ایک مبسوط مضمون لکھا ہے۔ جس کے بعض دلائل واقعی نہایت مضبوط ہیں۔ (باقی دارد)

ثنائی مشن!

حکم عدل "مسیح موعود" ہوگا یا علمائے زمانہ؟

مولوی ثناء اللہ صاحب جواب دیں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۵ر جنوری کے "اہلحدیث" میں "مرزا صاحب کی خدمات اسلامیہ" کے زیر عنوان لکھا تھا۔ کہ:۔

"ہم اپنی زندگی میں مرزا صاحب اور ان کے اتباع سے مختلف طریقوں سے مقابلہ کر چکے ہیں۔ تاہم مقابلے کی ایک صورت ابھی باقی ہے۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خاص اہل علم (علمائے عربی و انگریزی) کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اس مجلس میں ہم مرزا صاحب کی تصنیفات پر تنقید (ریویو) کریں۔ اور فریق ثانی ہماری تنقید کا جواب دے.... اس گفتگو کا فیصلہ مجلس کی اکثریت کرے۔ یا چند منتخب حضرات کی رائے سے ہو۔"

اس کے جواب میں مَیں نے "الفضل" کی ۳۰ر ماہ صلح ۱۳۱۹ھش کی اشاعت میں لکھا تھا۔ کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی مایۂ ناز تفسیر کے متعلق ان آراء اور تقریظات کو تسلیم کر لیا ہے۔ جو کہ ان کے اہلحدیث بھائیوں کی طرف سے "اربعین" یا "فیصلہ مکہ" وغیرہ میں شائع ہوئی تھیں؟ اگر نہیں۔ تو جبکہ وہ اپنی تفسیر کے متعلق ہی اس قسم کے "خاص اہل علم علمائے عربی و انگریزی" کے فیصلہ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ کس منہ سے اس تجویز کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف کے بارہ میں پیش کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ان خاص "اہل علم" علماء کا یہ حال ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات بالخصوص براہین احمدیہ میں اسلام اور بانیٔ اسلام کی حقانیت اور عظمت کو نہایت زبردست ثبوتوں کے ساتھ ثابت کیا۔ مگر بقول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی:۔

"افسوس صد افسوس۔ سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے۔ اور بر طبق وتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مؤلف کے مقابلہ میں کفران کرکے دکھا دیا۔" (رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۷)

اب اس اشاعت میں ہم ایک اور رنگ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو جواب دینا چاہتے ہیں۔ یعنی مولوی صاحب جانتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دو مشہور حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک میں آنے والے مسیح موعود۔ مہدی معہود کو حکماً عدلاً کہا گیا ہے۔ اور دوسری حدیث میں اس زمانہ کے "خاص اہل علم" لوگوں کو "علماء ھم شرّ من تحت ادیم السماء" کہہ کر بدترین خلائق قرار دیا ہے۔ اور مسیح موعود کے حکم ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ اس کا فیصلہ امت کے لئے قابل عمل در آمد ہو گا۔ جیسے قرآن مجید کی آیت فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم۔ (نساء ۹۶) سے واضح ہے۔ لیکن چونکہ بعض حکم ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جیسے بادشاہ وغیرہ کہ جو غلط فیصلہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ (نجم ع ۱) کے مطابق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ درست فیصلہ فرماتے ہیں۔ اسلئے حکمًا کے ساتھ عدلًا رکھ کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا۔ کہ آنے والا مسیح موعود جو حکم ہوگا۔ وہ نبی بھی ہوگا۔ جس کے فیصلہ کو دینی امور میں درست قرار دیا ہے جیسا کہ مسلم وغیرہ کی احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔

اب حکم عدل کے القاب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کے پیش کردہ طریق فیصلہ کو درست مانا جائے۔ تو (اوّل) کیا یہ امر مسیح موعود کے حکم عدل کے منصب کے خلاف ہوگا یا نہ؟ دوئم۔ کیا کسی صحیح حدیث میں مسیح موعود کے مخالف "علما" کو حکم عدل کہا گیا ہے؟ سوم۔ یہ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیش کردہ طریق فیصلہ سے کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے۔ کہ مولوی صاحب نے علمائے زمانہ کو حکم عدل ٹھہرایا ہے۔ تو کیا یہ درست ہوگا یا نہیں؟ ان سوالات کی اسلئے ضرورت ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے سامنے ایسا طریق فیصلہ پیش کیا ہے۔ جس سے نہ صرف آنے والا مسیح موعود حکم و عدل نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کے منکرین کو جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدترین علماء کا لقب دے چکے ہیں ان کو حکم عدل ماننا پڑتا ہے۔ گویا حکم عدل کے منصب کا جو اصل میں اہل تھا۔ اس سے چھین کر غیر اہل کو یہ منصب دیا جا رہا ہے۔ اور اس خطرناک راہ کو ایک معمولی مسلمان بھی اختیار نہیں کر سکتا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو یہ کہا ہے۔ کہ "خاص اہل علم علمائے عربی و انگریزی" کی مجلس منعقد کی جائے۔ جس میں مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات پر ریویو کریں۔ اور اس کے جواب کے بعد وہ "علما" فیصلہ دیں۔ مولوی صاحب نے اس طریق فیصلہ کو پیش کر کے خود ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی خدا کے قائم کردہ مسیح موعود و مہدی معہود اور حکم عدل ہیں۔ جن کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشگوئیاں کی تھیں۔ اور پھر بزرگان امت نے اسکی وضاحت کی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس گروہ علماء کو "شرّ من تحت ادیم السماء" کا مصداق قرار دیا تھا۔ مولوی صاحب خود بھی اس میں شامل ہیں۔ اور اس سے باہر نہیں۔ کیونکہ خدا نے مسیح موعود کو حکم عدل کر کے بھیجا ہے۔ تاکہ وہ صحیح رنگ میں قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اور علماء کے غلط عقائد اور خیالات کی تردید کرے۔ مگر جیسا کہ قرآن مجید نے بھی انبیاء کے منکرین کی ایک علامت یہ بتائی۔ کہ فرحوا بما عندھم من العلم۔ کہ وہ خدا کے مامور کے آگے بھی اپنے ہی علم پر نازاں ہوتے ہیں۔ اور بزرگان امت نے تو مسیح موعود کا ذکر کر کے بھی بتا دیا تھا۔ کہ علماء مسیح موعود کی خدمات اسلامیہ کے متعلق کیا خیالات رکھتے ہونگے۔ اسلئے مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایسا طریق فیصلہ بھی پیش کر دینا ضروری تھا۔ تاکہ قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کے علاوہ وہ باتیں بھی پوری ہو جائیں۔ جو اسلاف نے بیان کی تھیں مثلاً:۔

(۱) حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔ "نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات اور اعلیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند۔ مخالف کتاب و سنت دانند" (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب ۵۵ صـــ ۱۰۷)

یعنی جب مہدی علیہ السلام آئیں گے۔ تو اس وقت کے علماء ان کی مخالفت کریں گے۔ اور ان کے حقائق و معارف سے انکار کرتے ہوئے کتاب و سنت کے مخالف قرار دینگے۔

(۲) ایسا ہی نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی کہہ چکے ہیں کہ:۔

"چوں مہدی علیہ السلام مقابلہ بر احیاء سنت و اماتت بدعت فرماید علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء مشائخ و آباء خود باشند گویند ایں مرد خانہ بر انداز دین و ملت ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وی کنند" (حجج الکرامہ صـــ ۳۶۳)

یعنی جب مہدی علیہ السلام سنت کے احیاء اور بدعت کے مٹانے کے لئے کوشاں ہوں گے۔ تو علمائے زمانہ جو فقہاء کی تقلید اور اپنے مشائخ آباء کی اقتداء کے عادی ہوں گے۔ کہیں گے۔ کہ یہ شخص تو ہمارے (خود ساختہ) دین و مذہب سے باہر ہے۔ اور وہ آپ کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ اور آپ پر کفر و ضلالت کے فتوے عائد کر دیں گے۔

(۳) پھر اقتراب الساعۃ صـــ ۲۲۴ پر مرقوم ہے۔ کہ:۔

"یہی حال مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔ اگر وہ آ گئے۔ تو سارے مقلد بھائی ان کے جانی دشمن بن جائیں گے۔ اور ان کے قتل کی فکر میں ہوں گے۔ کہیں گے۔ کہ یہ شخص تو ہمارے دین کو بگاڑتا ہے۔"

غرضکہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث اور بزرگانِ امت کے اقوال سے ظاہر ہے۔ کہ "علماء زمانہ" مسیح موعود کی نسبت یہ فیصلہ دیں گے۔ کہ وہ دین اسلام کی تائید نہیں بلکہ تردید کرتا اور بگاڑتا ہے۔ تو اب مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں حقانیت اسلام کی کہیں ایک دلیل بھی پیش کی ہے۔ ہرگز نہیں"۔ اور اس کے ساتھ خاص اہل علم کی مجلس کے انعقاد کی تجویز پیش کرنا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی تنقید بر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ کرے۔ دراصل آنحضرت اور بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کی خود تصدیق کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "صادق" اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے متعلق "علماء ھم" کا مصداق ہونے پر مہر لگانا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان دار الامان ۳ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش۔

جنگ چین و جاپان کی بنیادی وجوہات

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی مقیم چین کی چٹھی)

(قسط اول)

معزز ناظرین فاروق کی واقفیت کے لئے موجودہ جنگ چین و جاپان کے متعلق مفصل مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اگر محترم نامہ نگار مقیم جاپان بھی کچھ مضامین سپردِ قلم فرما دیں۔ تو قارئین کرام دونوں قسم کے خیالات کے مطالعہ کے بعد اپنی آزاد رائے قائم کر سکیں گے۔

موجودہ جنگ کے متعلق اظہار خیالات کے لئے آج سے تیس سالہ پیشتر تک کی تاریخ کا علم ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ان مضامین میں علاوہ جنگ کے موضوع کے وہ تاریخی حالات بھی قلمبند کئے جائیں گے۔ جن کا کسی نہ کسی رنگ میں جنگ سے تعلق ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ جاپان گذشتہ تیس سال سے مشرق بعید میں عموماً اور چین میں خصوصاً اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ موجودہ جنگ کی سب سے بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ چین کی مختلف طاقتوں صوبجاتی حکومتوں اور War Lords کا مرکزی ریپبلک کے ساتھ اتفاق و اتحاد ترقی کر رہا تھا۔ اس اتفاق کے زور پکڑنے اور اعلےٰ نتائج پیدا کرنے کی صورت میں جاپان کی مذکورہ خواہش کا بر آنا ناممکن اور قطعی ناممکن ہو جاتا تھا۔ حکومت کرنا بر طرف۔ چین میں جاپانیوں کے لئے معمولی تجارت تک کرنا بھی بہت مشکل ہو جاتا۔ وہ اعلےٰ نتائج جو چین کے مختلف گروہوں کے اتفاق سے پیدا ہو سکتے تھے۔ کیا ہیں؟ ان کا کسی قسط میں آئندہ مفصل ذکر کیا جائے گا۔ جب چین کے مختلف الخیال ذمے وار لوگوں نے اپنے ملک کی بہتری بہبودی کے لئے اپنے باہمی جھگڑے اور خانہ جنگی ترک کر کے اتفاق کی طرف قدم اٹھایا۔ تو جاپانی گورنمنٹ کی دُور بین آنکھ نے فوراً تاڑ لیا۔ کہ چین میں اگر اس قسم کا اتفاق ترقی کر گیا۔ تو نہ صرف یہ کہ چین کو آئندہ جاپان اپنے قبضے میں نہ کر سکے گا۔ بلکہ اسکی تجارت کا بھی ساتھ ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے۔ جاپانی گورنمنٹ کے لئے اس سے بھی بڑھ کر خطرہ تھا۔ جیسا کہ کسی آئندہ قسط میں ثابت کیا جائے گا۔ چینی ریپبلک کے ساتھ War Lords اور صوبجاتی حکومتوں کے اتفاق کے نتیجہ میں چین مالی طور پر بھی اس قابل ہو سکتا تھا۔ کہ اپنی بحری۔ ہوائی۔ فوجی۔ اقتصادی طاقتیں بنا سکے۔ بوجہ نا اتفاقی ۱۹۳۷ء تک چین اپنے زرخیز ساحل کی حفاظت کے لئے کوئی جنگی جہاز تک نہ بنا سکا۔ لیکن اتفاق کی صورت میں یہ سب کچھ ممکن ہی نہیں۔ بلکہ یقینی تھا۔ پس چین جیسے بڑے ملک کی بحری و ہوائی طاقتوں وغیرہ میں ترقی خود جاپانی حکومت کے لئے خوفناک اور خطرناک تھی۔ اتنا بڑا وسیع اور زرخیز ملک اگر طاقت پکڑ جائے۔ تو اس زمانے میں جبکہ "جس کی لاٹھی اسکی بھینس" کے مقولہ پر عمل ہو رہا ہے۔ چین جاپان کو کب امن سے دم لینے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتیا۔ جنگ کی حقیقی وجہ تو مذکورہ بالا تھی۔ لیکن فوری وجہ ایک معمولی واقعہ کو بنالیا گیا۔

مذکورہ امور کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل واقعات پیش کئے جاتے ہیں:۔

سنہ ۱۹۱۲ء سے پیشتر چین کے قریباً تمام صوبوں کے واحد مالک War Lords تھے۔ جمہوریت برائے نام تھی۔ War Lords کو اگر ڈاکوؤں سے تشبیہ دی جائے۔ تو غلط نہ ہوگا۔ جس طرح بچہ سقہ نے افغانستان پر حملہ کر کے ملک کو قبضے میں کرلیا تھا۔ عین اس طرح چین میں بھی ڈاکوؤں کے گروہ طاقت پکڑ کر پہلے حاکم صوبہ کو قتل کر کے خود صوبہ کے مالک بن بیٹھتے تھے۔ اور ایسے مالک کو War Lord کہا جاتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں ڈاکٹر سن یت سن کے ذریعہ چین میں ریپبلک قائم ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت قابل آدمی تھے۔ اور امریکہ اور انگلستان میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ لیکن ان کے ذہن میں بھی سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ سوجھی۔ کہ ان کی کامیابی سوائے ڈاکوؤں کی مدد کے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ چین میں آکر صوبہ کورنچٹن کے ڈاکوؤں کے ایک نامی گروہ کے سردار کو ملے۔ اور اسکی مدد سے صوبہ کے War Lord کو قتل کر دیا۔ اور اس طرح ڈاکٹر سن یت سن نے چند صوبوں پر قبضہ کر کے ان کو متحد کر دیا۔ اور چین میں ریپبلک قائم ہوگئی۔

چینی مورخوں کا بیان ہے۔ کہ مرکزی جمہوریت جو پہلے ہی برائے نام تھی کے کمزور کرنے کے لئے جاپانی War Lords کی اسلحہ اور مال کے ذریعہ مدد کیا کرتے تھے۔ بلکہ بڑے بڑے قبائل کے سرداروں کو بھی مدد دیتے رہتے تھے۔ تا بوقت ضرورت ان کو سنہ ۱۹۱۲ء سے پیشتر جمہوریت اور سنہ ۱۹۱۲ء کے بعد ریپبلک کے خلاف کام میں لایا جا سکے۔ (چین میں بہت بڑے بڑے قبیلے ہیں۔ اور ان کے عادات و اطوار۔ اعمال وغیرہ جاہلیت کے زمانے کے عرب کے جاہل قبیلوں سے بہت ملتے جلتے ہیں)

گویا چین کو کمزور رکھنے کی جاپانیوں نے یہ ایک چال اختیار کر رکھی تھی۔ اسی جنگ کے دوران میں بھی چین کے بعض غدارِ قوم وطن لیڈر جاپانیوں کے ساتھ مددگار ہوگئے ہیں۔ ان میں سے Wong Chai Wang مشہور و معروف ہستی ہے۔ اور حکومت چین کے کئی ذمہ وار عہدوں پر فائز رہ چکا ہے۔ ایک دفعہ ریپبلک چین کے وزیر خارجہ کے عہدہ پر بھی کام کرتا رہا ہے۔ اب جاپانی اسے مفتوحہ چین کا صدر بنا کر انتظام حکومت میں مدد لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہرحال جاپان نے مندرجہ ذیل تین مقاصد کے پیشِ نظر جنگ شروع کی تھی۔

(۱) کہ شمالی چین پر فوراً حملہ کر کے قبضہ کرلیا جاوے۔ تاکہ چین کے مختلف گروہوں کا اتفاق نتیجہ پیدا کر کے جاپان کے لئے مشکلات کا موجب نہ ہو۔ اور بعد میں شمالی چین کی مدد سے تمام چین پر جس حد تک ممکن ہو سکے۔ قبضہ کیا جائے۔

(۲) جاپانی گورنمنٹ کو یہ یقینی امید تھی۔ کہ چینی لوگوں میں اکثر لالچی ہیں۔ اور قریباً ایک صدی تک مختلف War Lords صوبوں کے حاکم رہے ہیں۔ اب جب ہم شمالی چین کو فتح کرلیں گے۔ تو کئی ذمے وار لیڈر ہم سے مل کر اپنے لالچ کے پیش نظر ہماری مدد کریں گے۔

(۳) برطانیہ اور امریکہ اس کے راستہ میں کوئی روک نہ بنیں گے۔ اور جاپان سے اپنی تجارت منقطع کر کے اسے مالی طور پر نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

آج جنگ کے اڑھائی سال بعد جاپان کی مذکورہ تجاویز ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہیں۔ چین کا بہت بڑا علاقہ ان کے قبضے میں جا چکا ہے۔ کئی چینی لیڈر ان سے مل چکے ہیں۔ اور برطانیہ کے ساتھ ابھی تک جاپان کی تجارت بھی ہو رہی ہے۔ امریکہ نے معاہدہ تجارت کے ختم ہونے پر مزید تجارتی تعلقات کے استوار سے اولاً انکار کیا۔ لیکن اب حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ شاید عنقریب ہی امریکہ اور جاپان کے مابین تجارتی معاہدہ ہو جائے۔

دیانندی مشن!

ویدوں کا زمانہ ختم ہو چکا ہے

آریہ سماج سے پہلے تمام ہندو جگت یہ مانتا تھا۔ اور مانتا ہے۔ کہ ویدوں کا زمانہ اب ختم ہو چکا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کی مستند مذہبی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے۔ کہ:۔ جس طرح بغیر زہر کے سانپ کی حالت ہوتی ہے۔ اسی طرح آج کل وید زہر رہت اور مرے ہوئے کے سمان ہیں۔ وید صرف ست یگ دو تنیا اور دواپر کے لئے تھے۔ از مہاں نروان تنتر الاس ۲ - ۱۵ -

آریہ سماج اور اس کے پنڈتوں نے اپنی پوری طاقت اور لیاقت کے ساتھ ویدوں کو ہر وقت کے لئے ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن وائے محرومی۔ کہ نتیجہ بالکل الٹ نکلا۔ اور آریہ سماج کے زندہ دل اور روشن دماغ طبقہ نے برملا یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ:۔ آریہ سماجیوا ذرا ان کی باتیں کان کھول کر سنو۔ جو اپنے آپ کو آریہ سماج دیانند کے ششیش اور آریہ دھرم کے رکھشک کہتے ہیں۔ ان کے مت میں وید۔ منو۔ درشن برہمن گرنتھ۔ اپنشد۔ رامائن۔ مہابھارت۔ گیتا وغیرہ سب گرنتھ اور رام کرشن۔ گوتم کناد۔ کپل۔ دیانند وغیرہ تمام مہاپرشن اپنے ہی سمے کے لئے تھے۔ اس وقت وید شاستر اپنشد وغیرہ پستکیں کسی کام کی نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ہی سمیہ کے لئے تھیں۔ از اخبار آریہ ویر ۲۴ مئی سنہ ۱۹۳۳ء صفحہ ۵ - ۲۵ - ۳

ان دونوں حوالوں کو باہم ملانے سے بالکل عیاں ہے۔ کہ وید صرف اپنے زمانے کے لئے تھے۔ اسلئے اب ان کی کسی قسم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بات کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ تمام ہندو جگت نے اپنی تمام توجہ کو ویدوں سے ہٹا لیا ہے۔ کیونکہ مذہبًا تمام ہندو اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہندوستان میں ویدوں کے کٹر مخالف یعنی بودھ اور جینی بھی پیدا ہوگئے۔ جو بقول آریہ سماج:۔ دے جینی وید کے معنی نہ جان کر ہیر دنی پوپ لیلا کی بنیاد غلطی سے ویدوں پر مان کر ویدوں کی بھی مذمت کرنے لگے۔ اس کے پڑھنے پڑھانے یگیوپویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولوں کو بھی تباہ کیا۔ جہاں جتنی کتابیں وید وغیرہ کی پائیں۔ ان کو تلف کیا۔ آریوں پر بہت سا حکومت کا زور بھی چلایا۔ اور تکلیف دی۔ ایسی تین سو برس تک آریہ ورت میں جینیوں کی حکومت رہی۔ بہت لوگ وید کے علم وغیرہ سے ناواقف ہوگئے تھے۔

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۱۵۱)

ان دنوں براہمنوں نے خود غرضی میں پڑ کر ویدوں کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ گویا بالکل نشٹ کر دیا ہے۔ (اپدیش منجری ویاکھیان ۳ صفحہ ۳۰)

اور بدھ مت والے یہ کہا کرتے تھے۔ کہ:۔ بودھ لوگوں کے پنڈت ویدوں کی مذمت کرتے ہوئے کہتے تھے۔ کہ ویدوں کے بنانے والے بھانڈ دھورت اور راکھشش ہیں۔ عجیب دوشش ویدوں پر لگاتے تھے۔

(اپدیش منجری ویاکھیان ۱۳ صفحہ ۱۵۱)

ان تمام حوالہ جات سے یہ صاف پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وید کے ماننے والے ویدوں کو اسلئے چھوڑ بیٹھے۔ کہ ان کی مذہبی کتابیں یہ کہتی ہیں۔ کہ وید صرف اپنے سمے کے لئے تھے۔ اب ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مخالف بودھ اور جینیوں نے ویدوں کی سخت مخالفت کی۔ اور حکومت کے بل بوتے پر ہندوستان سے ویدوں کو نشٹ کر دیا۔ اور نوبت ایں جا رسید۔ کہ جب رشی دیانند کا ایک ودوان پنڈت سے شاستر ارتھ ہوا۔ اور رشی ور نے ویدوں کا پرمان دیا۔ تو پنڈت نے مسکرا کر رشی ور سے کہا۔ کہ ویدوں کو تو راکشش تری پُرا چُرا کے لے گیا۔ از اخبار پرکاش لاہور رشی نمبر ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۵ کالم ۱۔

ناظرین آپ ان حوالوں پر غور کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ کہ خداوند کریم کی حکمت نے کس طرح ویدوں کو ہندوؤں کے دلوں سے نکال کر مٹا دیا۔ اب کون ہے۔ جو خداوند کے کاموں کو روک سکے۔ آریہ سماج اور پنڈت دیانند نے بہت کوشش کی کہ ہندوؤں کو وید دے۔ مگر وید ہوتے تو ملتے۔ ویدوں کو پانے کے لئے آریوں نے اپنی تمام طاقت لگا دی۔ روپے کو پانی کی طرح خرچ کیا۔ اپنے آدمیوں کو تمام ہندوستان میں دوڑایا۔ مگر ویدوں کا نہ ملنا تھا۔ نہ ملے۔ اسلئے تمام لوگوں نے آریہ سماجیوں کو کہنا شروع کیا۔ کہ آپ لوگ جن ویدوں کی خوبیوں کا ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہیں۔ وہ ہیں کہاں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی ذرا شکل تو دکھائیں۔ اب آریہ سماجی لگے بغلیں جھانکنے اور ٹال مٹول کرنے۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر لوگ کب پیچھا چھوڑنے والے تھے۔ وہ پنجے جھاڑ کر آریوں کے پیچھے پڑ گئے۔ اور آریوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ دماغ چکرا گئے۔ اور پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اور ماتھا پکڑ کر رہ گئے۔ اور لوگوں کو جواب دیا۔ اور خوب جواب دیا۔ کہ منش کی اتی ملیہ سنپتی وید کا ایک بھی پورن پستک بھارت ورش میں نہ مل سکا۔ از دیانند گرنتھ مالا پرتھم بھاگ ہندی بھومکا ص۹۔ آریوں نے یہ خیال کیا ہوگا۔ کہ لوگوں کو یہ کہہ کر کہ اب ہندوستان میں کوئی وید نہیں مل سکتا۔ جان چھوٹ جائیگی۔ مگر لوگوں نے پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ کہنا شروع کر دیا۔ کہ جن ویدوں کا آپ لوگ راگ الاپ رہے ہیں۔ ان کو پیش کریں۔ یا ویدوں کا نام بھی زبان پر نہ لاویں۔ آریوں نے پھر مجبور ہو کر اپنے گھڑنت ویدوں کو کیسے اور کہاں سے حاصل کیا۔ اس کا حال دوسری قسط میں بتایا جاوے گا۔ اور انشاء اللہ ویدوں کی تمام سرگذشت کو من وعن بیان کر دیا جائے گا۔ اطلاعاً عرض ہے۔ طالب دعا خاکسار فتح محمدؐ احمدی شرما از کراچی۔

وصیت ع ۵۴۹۶ ۔ منکہ عنایت اللہ ولد چودھری الٰہ بخش قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تقریباً پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال نیروبی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۰/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۲۰۰ شلنگ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۸ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ چودھری عنایت اللہ احمدی معرفت ایم۔ ٹی۔ ٹی۔ سی (کے۔ اے۔ آر) نمبر A 234 نیروبی۔ گواہ شد:۔ محمدؐ اکرم خاں غوری سکرٹری وصایا نیروبی۔ گواہ شد:۔ محمدؐ اعظم خاں غوری نیروبی۔ گواہ شد نثار احمدؐ نیروبی۔

بدھ مت اور جاپان

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی مقیم جاپان کی چٹھی)

کنفوشش ازم اور بدھ ازم

دوسری صدی میں ملکہ جنگو (Jingu) نے کوریا کا ایک حصہ فتح کیا۔ کوریا اس وقت تین مختلف حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ سیر اگی۔ کودارا اور کوکوری۔ سیر اگی ملکہ نے فتح کیا۔ اور باقی دو حصے بعد میں فتح کئے گئے۔ جاپان کے لئے کوریا اس زمانہ میں بہت سے علوم وفنون کا دروازہ ثابت ہوا۔

جمو تینو۔ جاپانی سلطنت کے بانی سے پندرھویں بادشاہ اوجن تینو (Ojin Tenno) کے وقت ۲۵۸ء میں کنفوشش ازم کوریا کے راستہ سے داخل ہوا۔

حضرت کنفوشش "ملک" لو ریاست (چین) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا زمانہ پیدائش ۵۵۱ء قبل مسیح ہے۔ یعنی کنفوشش اور بدھ ایک ہی زمانہ میں ہوئے ہیں۔ آپ کی پیدائش ایک امیر گھرانہ میں ہوئی۔ گو آپ خود اتنے امیر نہ تھے۔ حکومت کے متعدد عہدوں پر فائز ہونے کے بعد آپ نے ایک درسگاہ قائم کی۔ جس کا مقصد لوگوں کو دانائی سے بہرہ ور کرنا تھی۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ شہر چنگچو (Chung-tu) (ریاست لو) میں مجسٹریٹ بھی رہے۔

آپ نے کل تقریباً آٹھ کتب تصنیف کی ہیں جو کہ آداب طرز معاشرت علم نجوم اور نظم وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ آپ کے بعض قابل شاگردوں کی وفات نے آپ کے آخری ایام کو مکدر کر دیا تھا۔ اور اسی غم واندوہ کی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کی تعلیم کا خلاصہ پاکیزہ زندگی بسر کرنا اور بڑوں کا ادب واحترام کرنا۔ کنفوشش ازم جب جاپان میں آیا۔ تو بڑی سرگرمی سے اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور جلد ہی اسکو روزانہ زندگی کا دستور العمل بنا لیا گیا۔ کسی قسم کا تصادم یا مذہبی روک پیدا نہ ہوئی۔ کیونکہ اس کے دو ہی بڑے اصل تھے۔ پاکیزہ زندگی اور بڑوں کا ادب۔ جن میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ مزید براں موخر الذکر اصل یہاں پر احترام سے بھی بڑھ کر عبادت کی شکل میں موجود تھا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ جاپانی قوم یا شنتو ازم کا نقطہ مرکزی آبار کی پرستش ہے۔ آباد کی اصل جس سے تمام شجرہ نسب شروع ہوتا ہے۔ "امتر اسو" ہے۔ اس کی پرستش۔ پھر اسکی اولاد میں سے جو اب تک حکمران چلی آتی ہے۔ وقت کے بادشاہ کی پرستش ہے۔ اسلئے کنفوشش ازم کو یہاں آنے پر کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ ہوا۔ کنفوشش کی آداب کی کتب آج بھی جاپانی مڈل سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

بدھ ازم بھی انیسویں بادشاہ کنمئی تینو (Kinmei Tenno) کے زمانہ ۵۵۲ء میں کوریا کے راستہ داخل ہوا۔

بدھ ازم چونکہ روح کو ناپاک گردانتا اور اواگون کا قائل ہے۔ اور اسی میں بعض ایسی رسوم کا وجود بھی ہے۔ جو آبار کے احترام اور عزت پر دلالت کرتی ہیں۔ اسلئے جاپانی نقطۂ نظر کی رو سے بدھ ازم مجموعی طور پر جاپانی اصولوں کے مطابق نہ تھا۔ ہاں بعض اصول اس میں مطابق بھی پائے جاتے تھے۔ اسی لئے اسکو یہاں پر رائج ہونے کے لئے بہت سی تبدیلیوں اور تغیرات کا منت کش ہونا پڑا۔ اور بہت سی تکالیف کا سامنا ہوا۔

شہزادہ "شوتوکو" (۵۷۴ - ۶۲۱) جب بدھ ہوا۔ تو اس نے اس میں مزید کاٹ چھانٹ کر کے جاپانی ماحول کے موافق بنایا۔ اور جو شقیں شنتو ازم سے ٹکراتی تھیں۔ ان کو بالکل دور کر دیا۔ چنانچہ "جودوشو" اور "ھیکیشو" (بدھ مت کے دو فرقے) جن کو عام طور پر "نیچرین شو" کہا جاتا ہے۔ انہیں تغیرات کا ثمرہ ہیں۔

ایک مورخ لکھتا ہے۔ کہ بدھ ازم کے جاپان میں پھیلنے کی یہ وجہ نہیں۔ کہ جاپانیوں نے اسکو اپنے مذاق کے مطابق کر لیا تھا۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ایک ہوشیار مشنری نے بدھ ازم اور شنتو ازم کے دیوتاؤں کو یکجائی صورت میں پیش کر کے پروپیگنڈا کیا۔ اور یہ کہا۔ کہ دونوں مذہبوں کے دیوتا ایک ہی ہیں۔

ابتدائی بدھ ازم کے جو مشنری یہاں آئے وہ صرف مشنری ہی نہ تھے۔ بلکہ وہ قسما قسم کے پیشوں اور رنگا رنگ کے علوم وفنون سے مرصع تھے۔ ملک کو ان علوم کی ضرورت تھی۔ انہوں نے پرچار کے پہلو بہ پہلو رفاہِ عام کے کام بھی سر انجام دئیے۔ زمینوں کو کاشتکاری کے قابل بنایا۔ سڑکیں بنائیں۔ تالاب اور نہریں کھودیں۔ یتیم خانے اور ہسپتال جاری کئے۔ تعلیم کے لئے مدرسے کھولے۔ اور بہت سے اعلےٰ آرٹ رائج کئے وغیرہ وغیرہ یعنی ان لوگوں نے مذہب کے ساتھ ساتھ ایک ایسا بنیادی اور پائیدار کام بھی کیا۔ جس سے وہ مقبول عام بھی ہوئے اور ان کا مذہب بھی جڑیں پکڑ گیا۔

آج بدھ ازم اور شنتو ازم بغیر کسی جھگڑے اور مناقشت کے پہلو بہ پہلو چلتے نظر آتے ہیں۔ معبد الگ الگ ہیں۔ یہ کہنا بھی کسی حد تک بجا ہوگا۔ کہ مذہب ایک ہی ہے۔ صرف نام دو ہیں۔ "کامی دانا اور ہوتوکے ساما"

عام طور پر ہر جاپانی گھر میں دو الماریاں ہوتی ہیں۔ ایک "کامی دانا" اور دوسری "ہوتوکے ساما" اول الذکر جس کے معنے خدا کی الماری کے ہیں۔ شنتو ازم سے تعلق رکھتی ہے۔ سادہ لکڑی کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اندر سے بالکل خالی۔ اس کے سامنے دونوں دونوں بازوؤں پر دو موم بتیاں رکھی ہوتی ہیں۔ جو کہ عبادت کے وقت روشن کر لی جاتی ہیں۔ عبادت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ ہر وقت کی جا سکتی ہے۔ عموماً لوگ صبح و شام عبادت کرتے ہیں۔ سال میں دو ہفتے عبادت کے لئے مقرر ہیں۔ ان ایام میں خاص طور پر عبادت کی جاتی ہے۔ اور چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ یہ الماری اسی مطلب کے لئے ہے۔ کہ دوران سال میں آبار کی ارواح اس میں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اور مذکورہ بالا دو ہفتوں میں تو لگاتار قیام کرتی ہیں۔ اس الماری کو اونچی جگہ چھت کے قریب لگایا جاتا ہے۔

عبادت کا یہ طریق ہے۔ کہ الماری کے سامنے دو زانو بیٹھکر بجا لائی جاتی ہے۔ دورانِ عبادت میں گاہے بگاہے تالیاں بجاتے اور سجدے کرتے جاتے ہیں۔ چڑھاوے کا یہ دستور ہے۔ کہ کھانا اور پھل وغیرہ تھوڑی دیر کے لئے اس کے سامنے لاکر رکھدیئے۔ اور پھر اٹھا کر استعمال کر لئے۔

"ہوتوکے ساما" بدھ کا نام ہے۔ اور یہ بدھ ازم سے متعلق ہے۔ عام طور پر لوہے کی ہوتی ہے۔ اور اندر سے سنہری۔ اس کے اندر بدھ کی مورتی اور آبار کے ناموں کی مرقومہ تختیاں رکھی جاتی ہیں۔ تاریخ وفات کے آنے پر اس فرد کی تختی سامنے رکھ کر عبادت کی جاتی ہے ۴۴

۴۴ اور الماری سارا دن کھلی رہتی ہے۔ شادی کی رسم ادا کرنے کے لئے عام طور پر شنتو معبد پسند کیا جاتا ہے۔ اور وفات کی رسم کے لئے بدھ معبد کو ترجیح دی جاتی ہے۔ وجہ یہ بتلائی جاتی ہے۔ کہ بدھ مت جنت میں جانے کا پر زور وعدہ دیتا ہے۔ اور شنتو اولاد کے لئے۔ (باقی دارد)

آریہ سماج اور سیاسیات

چند روز ہوئے۔ دہلی میں آریہ سارودیشک سبھا کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ جس میں ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ صورت حالات پر غور کیا گیا۔ اس میں یہ سوال بھی زیر بحث آیا۔ کہ آریہ سماج کو سماجی طور پر سیاسیات میں حصہ لینا چاہیئے۔ یا نہیں۔ اور فیصلہ یہ ہوا۔ کہ آریہ سماج بالواسطہ طور پر بھی سیاسیات سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ تاہم قرار پایا۔ کہ ایک سب کمیٹی بنائی جائے۔ جو ان دنوں ملک میں ہندوؤں کی جو درگت ہورہی ہے۔ اس کے پیش نظر غور کرکے رپورٹ کرے۔ کہ سبھا کو اس بارہ میں کیا قدم اٹھانا چاہیئے۔

اس پر معاصر ہندو ۱۴ رفروری لکھتا ہے۔ کہ "آریہ سماج کو سنتھاپن کرنے میں سوامی دیانند کا واحد مقصد یہ تھا۔ کہ وہ ہندو سنسکرتی سبیھتا کی رکھشا کرے۔ لیکن اس وقت آریہ سماج کے تمام بڑے بڑے نیتا کانگرس کے روح رواں ہیں۔"

کانگرس اور ہندو مہاسبھا

مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر اینے بقول بھائی پرمانند جی ہمیشہ اس کوشش میں رہے ہیں کہ کانگرس مسلمانوں کو نظر انداز کرکے ہندوؤں کے ساتھ ہی کام کرتی جائے۔ لیکن وہ اس میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے پھر یہ کوشش شروع کی ہے۔ اور اس سلسلہ میں واردھا پہنچ کر گاندھی جی سے ملاقات کرچکے ہیں۔ جس میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ کانگرس اپنی موجودہ پالیسی کو جو ان کے نزدیک مسلم نواز ہے۔ ترک کردے۔ اور مسلمانوں کو یکسر فراموش کرکے ہندو مہاسبھا سے سمجھوتہ کرے۔ اور جس طرح بھی ہو۔ اسے اپنے ساتھ ملاکر کام چلائے۔ بھائی جی نے ان کو مشورہ دیا ہے۔ کہ اس تجویز کی کامیابی کی صورت یہی ہے۔ کہ مسٹر اینے کانگرس سے علیحدہ ہوکر ہندو سبھا میں شامل ہوجائیں۔ اگر وہ اور ان کی طرح کے ایک دو اور ہندو لیڈر کانگرس سے علیحدہ ہوکر ہندو سبھا میں آجائیں۔ تو اس سبھا کی پوزیشن اتنی مستحکم ہوجائیگی۔ کہ کانگرس ہندوؤں سے غداری نہیں کرسکے گی۔ جیسا کہ اب کررہی ہے۔

آریہ سماجی اداروں کے منتظمین

معاصر ہندو ۲ رفروری لکھتا ہے: کہ "آریہ سماج کی بڑی بدقسمتی ہے۔ کہ دیانند کالج کی باگ ڈور جن ہاتھوں میں آگئی ہے۔ ان میں سے بہت سے احباب نے نہ تو آریہ سماج کے ادیشوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور نہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کی پستکوں یا وچار سے ان کو کوئی واقفیت ہے...... آریہ سماجی نہ صرف اپنا ادیش بھول گئے۔ بلکہ ان کے اندر بھی یہ ہوا پھیلنے لگی۔ کہ کانگرس کے پرچار میں ہی دیش اور جاتی کا بھلا ہے...... نیتا اس کوشش میں رہے۔ کہ کسی طرح دیانند کالج اور آریہ سماج کو اس وبار سے بچایا جائے۔ مگر ان کی ساری کوششوں کا انجام ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ آج کل روس کے مقابلہ میں اہل فن لینڈ کی کوششوں کا ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے...... گورو کل کا چارج اس وقت ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے۔ جو ابھی تک اپنے لئے گورو ڈھونڈھتا پھرتا ہے۔ کبھی وہ گاندھی جی کے پاس دوڑا جاتا ہے۔ اور کبھی اربندو گھوش کے پاس بھٹکتا پھرتا ہے۔ جب سوامی دیانند کو اس نے سمجھا ہی نہیں۔ تو وہ گورو کل کے ادیش کو کیا پورا کریگا۔"

شکر ہے۔ کہ آریہ سماجیوں کو اس مذہب کی حقیقت کا اس قدر جلد علم ہوگیا۔ ورنہ ابھی چند سال پیشتر تو وہ ساری دنیا کو سماجی جھنڈے کے نیچے لانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ بہرحال جن لوگوں کے ہاتھوں میں آئندہ قوم کی تعمیر کا کام ہے۔ ان کا اس سے اس قدر متنفر ہونا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ اس راہ کو اپنی قوم کے لئے راہ نجات تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

گاندھی جی کے متعلق ڈاکٹر مونجے کا اظہار خیال

ڈاکٹر مونجے نے لکھنؤ کے ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندو مہاسبھا کانگرس کی مخالف نہیں۔ بلکہ مؤید ہے۔ چنانچہ سبھا کا پہلا اجلاس ۱۹۲۲ء میں بمقام گیا کانگرس کے پنڈال میں ہی منعقد ہوا تھا۔ دونوں کامل آزادی کی خواہاں ہیں۔ لیکن ہم اہنسا اور چرخہ کے قائل نہیں۔ جس پر گاندھی جی گذشتہ بیس سال سے زور دیتے چلے آرہے ہیں۔ تجربہ نے ثابت کردیا ہے۔ کہ یہ دونوں چیزیں بے فائدہ ہیں۔ گاندھی جی نے جو یہ قاعدہ بنا رکھا ہے۔ کہ ہندو سبھا کے ارکان کانگرسی انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے۔ یہ کانگرس کی طاقت کو کم کرنے والی بات ہے۔ افسوس کہ گاندھی جی یونہی وقت ضائع کررہے ہیں۔ مسلمانوں کے بجائے اگر وہ اس ملک کے ۲۸ کروڑ ہندوؤں کو اپنا ہم نوا بنا لیتے۔ تو آج انہیں اس طرح مسٹر جناح کے دروازہ پر بار بار نہ جانا پڑتا۔ اور وہ کسی دقت کے بغیر حصول سوراج کی تحریک میں کامیاب ہوجاتے آپ نے ہندوؤں کو مشورہ دیا۔ کہ ناسک کے فوجی کالج میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں داخل ہوں۔ کیونکہ ان کی نجات کا یہی رستہ ہے۔

مدراس کے سابق وزیر اعظم کا مشورہ مسلمانوں کو

مسٹر سی راجگوپال اچاریہ سابق وزیر اعظم مدراس نے ایک پبلک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسلمان بے شک کانگرس کے ساتھ باعزت سمجھوتہ کی کوشش کریں۔ کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ لیکن ان کا فائدہ اس میں ہے۔ کہ وہ سیاسی امور میں گاندھی جی کو حکم تسلیم کرلیں۔ ان کے حقوق و مفاد کی حفاظت کا خیال گاندھی جی سے بڑھ کر کسی کو نہیں ہوسکتا۔ نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوستان کی تمام اقلیتوں کے حقوق گاندھی جی کے ہاتھ میں محفوظ ہیں۔ اگر مسلمان کانگرس کا مشورہ منظور کرکے ہندوستان میں مخلوط انتخاب کا طریق منظور کرلیتے۔ تو ملک کا بہت فائدہ تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ کانگرس کی ہمدردی کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے۔ کہ ہندو مہاسبھا کی شدید مخالفت کے باوجود کانگرس نے کمیونل ایوارڈ کی تائید کردی۔ اور اس طرح مسٹر جناح کے قریباً تمام مطالبات منظور ہوگئے۔ اب بھی اگر مسلمان کانگرس اور گاندھی جی پر اعتماد کریں۔ اور فرقہ وار سوال کا حل ان پر ہی چھوڑ دیں۔ تو وہ بہت فائدہ میں رہیں گے۔

یو۔پی ہندو سنگھٹن کمیٹی کا تار وائسرائے ہند کے نام

لکھنؤ سے ۱۴ رفروری کی اطلاع ہے۔ کہ یو۔پی پراونشل ہندو سنگھٹن کمیٹی کے صدر نے وائسرائے ہند کو ایک تار بھیجا ہے۔ کہ آپ مختلف پارٹیوں کے رہنماؤں سے آئینی مسائل کے حل کے لئے جو ملاقاتیں کررہے ہیں۔ ان میں ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر کو خاص اہمیت حاصل ہونی چاہیئے۔ یو۔پی کے ہندو کسی ایسے فیصلہ کو قبول نہ کریں گے۔ جو مسٹر موصوف کو پوری طرح پسند نہ ہو۔ آئین سے اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا بے شک انتظام کیا جائے۔ لیکن اکثریت کے غلبہ اور اس کے جائز حقوق کو اس کے لئے نظر انداز کردینا درست نہ ہوگا۔ ہندوستان میں کوئی آئین کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جس کی بنیاد اس حقیقت پر نہ ہو۔ کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے۔ اس لئے اگر آپ اپنی کوششوں میں کامیابی کے خواہاں ہیں۔ تو اس بات کو اچھی طرح نوٹ کرلیں۔ کہ کسی فیصلہ پر پہنچنے سے قبل ہندوؤں کی رائے عامہ کو اچھی طرح مطالعہ کرلیں۔ اگر ہندوؤں کے جائز حقوق غصب کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو وہ کسی اس سکیم کو کامیاب نہیں ہونے دینگے۔ کسی پولیٹیکل پارٹی کو ہمارے حقوق پر چھاپہ مارنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ہندوؤں سے جو شدید ناانصافیاں روا رکھی گئی ہیں۔ ایک ترمیمی بل کے ذریعہ ان کا ازالہ کیا جائے۔ اور اقلیتوں کو جو خاص مراعات دی گئی ہیں۔ ان کو ختم کیا جائے۔

یوم التبلیغ کے لئے لٹریچر

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لئے تین ماہ امان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۳ رمارچ ۱۹۴۰ء یوم التبلیغ منایا جائے گا۔ اس کے لئے نظارت دعوۃ وتبلیغ نے نہایت مفید لٹریچر اردو۔ انگریزی۔ ہندی۔ گورمکھی میں تیار کیا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے حلقہ تبلیغ کے لحاظ سے یہ لٹریچر منگائیں۔ جو نہایت سستا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تذکرۃ المہدی

(۲)

حضور مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے۔ اور ایام الصلح میں بھی تحریر ہے۔ کہ دو بڑے مہدی ہیں۔ ایک محمد رسول اللہ صلعم اور دوسرا ہیں۔ آدمؑ کو علم دیا گیا۔ جو کہ بیج کی طرح اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پھلدار بہت بڑے درخت ہیں۔ جس کا انتہائی ثمرہ اور پھیلاؤ میرے وقت ہؤا۔ قرآن میں مومنوں کے لئے جنّات اور نہروں کا ذکر ہے۔ جنات دو تین درختوں کا نام نہیں۔ جیسے مثال ہے۔ کہ "تین بکائن لالہ جی باغ میں" کوئی آدمی آیا۔ اور لالہ صاحب کے گھر سے دریافت کیا۔ کہ لالہ صاحب کہاں ہیں؟ گھر والوں نے کہا۔ کہ باغ میں۔ جب وہ باغ میں گیا۔ تو صرف تین درخت بکائنوں کے دیکھے۔ اور مذاقیہ کہنے لگا۔ تین بکائن اور لالہ جی باغ میں۔ باغ اسے کہتے ہیں جس میں ہر قسم کے درخت اور بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ایمانیات باغ کے درختوں کی طرح ہیں۔ اور اعمال نہروں کی طرح۔ قرآن میں حکم ہے۔ کہ تم اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو۔ یعنی ایمانی اور عملی حالت مکمل ہو۔ جیسے کامل باغ اور کامل نہر کی صورت۔

حضور کے اخلاق

حضور کے تمام اخلاق اور خوبیاں بغیر کسی تکلف کے اس رنگ میں تھے۔ جیسے دریا چل رہا ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا۔ کہ ایک عورت حضورؑ کے گھر سے چاول چرالائی۔ اور اندرون خانہ میں شور ہؤا۔ حضورؑ نے شور کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا۔ یہ چوٹی ہے۔ یعنی چور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ فضیحت نہ کرو۔ اسکو ضرورت ہوگی۔ ایک عورت کہنے لگی۔ کہ میں نے پکڑا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ آدھے چاول تم لے لو۔ اور آدھے اسے دے دو۔ (باقی دارد)

اعلان نکاح

کل بتاریخ ۹ر فروری ۱۹۴۰ء بروز جمعہ خطبہ جمعہ سے پہلے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے امۃ الکریم بلقیس بنت حاجی عبدالکریم صاحب احمدی صدر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی کے نکاح کا فدا محمد بی۔ اے ولد دوست محمد خان صاحب حجانہ آف ...

تبلیغی رپورٹ مشن ہائے تحریک جدید بیرون ہند

سنگاپور مشن

مکرمی سلیمان صاحب جو قریباً عرصہ دو اڑھائی سال سے احمدی ہیں۔ اور بہت پُرجوش احمدی ہیں۔ اور ہر وقت تبلیغ احمدیت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اپنے مکان کو احمدیت کا مرکز بنایا ہے۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۴۰ء کے خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کو جو کچھ لکھا ہے۔ اس کے بعض اقتباسات سے ان کے جوش کا پتہ چلتا ہے۔ سلیمان صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"نہایت ادب سے حضور کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور کی دعاؤں کی بدولت پورے دو سال کے بعد احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن قائم کرنے میں کامیاب ہؤا ہوں۔ یہ سوسائٹی یکم جنوری ۱۹۴۰ء مطابق یکم ماہ صلح ۱۳۱۹ھش سے قائم ہوئی ہے۔ یہ ابھی رجسٹرڈ نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ دس ممبران سے کم کی تعداد کی سوسائٹیاں رجسٹرڈ نہیں ہؤا کرتیں۔ فہرست ممبران ہمرشتہ ارسال ہے۔ فی الحال میرا ہی مکان سوسائٹی کے جلسوں۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا کام دے رہا ہے۔ حضور مجھے کچھ ہدایات مرحمت فرماویں۔ کہ ہم کس طرح کام کریں۔ میرے پاس صرف چند ہی کتب سلسلہ ہیں۔ تازہ ترین تبلیغی پاکٹ بک کی سخت ضرورت ہے۔ ملایا کے اخبار "توسن زمان" میں سلسلہ کے خلاف جو مضامین نکلتے ہیں۔ اس کا جواب اسی پرچہ میں شائع کراتے ہیں۔

یہ پرچے بھی اور بیعت فارم بھی دو احمدیوں کے بھیجے ہیں۔ اور اپنی رپورٹ کارگزاری بھی ارسال کی ہے۔

فہرست احمدیان کیلانگ

۱۔ سلیمان بن عبدالقادر۔
۲۔ محمدؐ اوروس بن ذو الفضل۔
۳۔ شمس الدین بن محمود۔
۴۔ محمدؐ نوح بن حامد
۵۔ جہارا بنت ذو الفضل
۶۔ ذو الفضل بن ایچ محمدؐ طیب۔
۷۔ فاطمہ بنت علی۔
۸۔ عبدالجبار بن سلیمان۔
۹۔ عبدالرحمان بن سلیمان۔
۱۰۔ حنیفہ بنت سلیمان۔
۱۱۔ منصور احمدؐ بن محمد اوروس۔
۱۲۔ رسپاہ بنت محمدؐ اوروس۔
۱۳۔ اناہ بنت محمدؐ اوروس۔
۱۴۔ مبیحہ بنت مت زوجہ شمس الدین۔
۱۵۔ ابوبکر بن داؤد۔

(سلیمان از کیلانگ)

یہ اقتباس یکم جنوری تا ۹ر جنوری ۱۹۴۰ء کی ڈائری سے لیا گیا ہے۔ ۱۶ر جنوری کے خط میں لکھتے ہیں:۔ ایک بڑے کنبے والا شخص محمدؐ ابوبکر زیر تبلیغ ہے۔ قرآن شریف اور احادیث نبوی صلعم سے دلائل صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیئے جاتے ہیں۔ دعا کی جائے۔ کہ خدا تعالے توفیق بیعت بخشے۔ آئین

میری لڑکی حنیفہ کو شدت سے کھانسی ہے۔ اس کے لئے حضور سے دعا کی درخواست ہے۔ مجھے کتابوں کی بہت ضرورت ہے۔ اور درخواست ہے۔ کہ ہماری تبلیغی رپورٹوں کا ذکر اخبارات احمدیہ میں ہوتا رہے۔" مولوی غلام حسین صاحب ایاز ان کے جوش تبلیغ کی بے حد تعریف کرتے ہیں۔ اللّٰھم زدفزد۔

سنگاپور میں مولوی غلام حسین صاحب ایاز کی مساعی جمیلہ سے اللہ تعالے نے سلیمان صاحب کو احمدی بنا دیا ہے۔ یہ پہلے علماء اور صوفیاء کی محبت میں رہے۔ پھر ان میں راستبازی نہ پاکر اور دنیا پرستی اور مکر و فریب دیکھ کر لامذہب سے ہو گئے۔ بالشوزم میں شریک ہو گئے۔ اور مدتوں مذہب سے بیزار اور خدائے واحد القہار سے منکر رہے۔ آخر کار مولوی غلام حسین صاحب ایاز سے ملاقات ہوئی۔ ان پر اعتراضات کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے سخت الفاظ استعمال کرتے رہے۔ مگر مبلغ احمدیت نہایت صبر سے اس سلوک کو برداشت کرتے رہے۔ اور ان سے ملتے رہے۔ عرصہ کے بعد جب انہوں نے مولوی صاحب کی استقامت اور اخلاق کو دیکھا۔ تو ان کے اندرونی حالات کی تلاش کی۔ جب ان کے اعمال و اقوال کو مطابق پایا۔ تو اثر پذیر ہوئے۔ اور احمدیہ لٹریچر دیکھنا شروع کیا۔ آخر کار احمدی ہو گئے۔ اور اب نہایت زور کے ساتھ دن رات

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲)

کو اللہ تعالے نے ایسی اولاد کی بشارت دی۔ جو نعوذ باللہ گمراہ ہو جانے والی تھی۔ اور نیز یہ کہ وہ اسی گمراہی کی حالت پر عمر طبعی تک قائم رہیگی۔ اور برباد نہ ہوگی۔ نیز یہ امر سنت الہیہ کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو تو اللہ تعالے نے گمراہ ہونے پر ہلاک کر دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اتنا لحاظ ہے۔ کہ آپ کی تمام اولاد بلکہ اولاد در اولاد کو جو نعوذ باللہ گمراہ ہو گئی ہے۔ دن دونی اور رات چوگنی ترقی دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد اب پچھتر تک پہنچ چکی ہے۔

ہشتم۔ صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے متقی احمدی احباب کے الہامات اور رویا و کشوف جو آپ کے خلیفہ برحق اور مصلح موعود ہونے کے متعلق ہیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زندہ نشان ثابت کرتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب نشانات آسمانی مولفہ عبدالرحمٰن صاحب مبشر۔

نہم۔ خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے کثیر التعداد الہامات اور کشوف صالحہ اور رویا ہائے حقہ اور آپ کی صدہا مستجاب دعائیں اور آپ کے ساتھ بے مثال نصرت ایزدی و اعانت خداوندی آپ کو خلیفہ برحق ثابت کرتی ہیں۔ اور آپ کے وجود کو دین اسلام اور قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ حقہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا عظیم الشان نشان ثابت کر رہی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو (نشانِ فضل و نشان رحمت مولفہ خاکسار)

دہم۔ غیر احمدی اصحاب کی خوابیں جو آپ کے راستباز اور خلیفہ برحق ہونے پر زبردست دلیل ہیں۔ کیونکہ یہ تمام خوابیں اللہ تعالے نے احمدی ہونے سے قبل ان کو دکھائیں۔ اور اس کے بعد سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔ اسی طرح غیر از اسلام اصحاب کی شہادتیں آپ کی پاک طینتی اور پاک باطنی پر آپ کے صادق اور راستباز ہونے پر شاہد عادل ہیں۔ نیز آپ کا علمی تفوق جو ہر منتہی کے مقابلہ میں آپ کو حاصل ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ۔

تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ "نشانِ فضل و نشان رحمت" حکیم عبداللطیف شہید منشی فاضل قادیان

حمو ڈیرہ غازیخان سے بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرماوے۔ والسلام

خاکسار خان محمد عبداللہ خاں آف مالیر کوٹلہ امیر پراونشل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عام خبروں کا خلاصہ

— اٹلی سے ساڑھے چودہ ہزار جرمن واپس جرمنی میں پہنچ گئے ہیں۔

— وزیر اعظم بنگال نے صوبہ سے فرقہ وارانہ کشیدگی کو دور کرنے کے لئے ہندو مسلم لیڈروں کی گول میز کانفرنس کی تجویز کی ہے۔

— فسادات سکھر کے سلسلہ میں ایک ہزار اشخاص کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔

— مسٹر چیمبرلین نے اعلان کیا ہے۔ کہ "جب تک آزادی محفوظ نہیں ہو جاتی۔ جنگ جاری رہے گی"۔ اسی طرح ہر ہٹلر کا اعلان ہے۔ کہ "جب تک ہمیں اپنے حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔ جنگ جاری رہے گی"۔

— بمبئی میں سات غیر ملکیوں کو جرمنی کے جاسوس ہونے کے شبہ میں گرفتار کر لیا گیا۔

— مسلم لیگ کا ایک ڈیپوٹیشن انگلستان جائے گا۔

— بنوں سے چار میل آگے قبائلیوں نے حملہ کر کے تین فوجی کاروں کو لوٹ لیا۔

— ریاست کشمیر کی ناخواندہ آبادی کو دس سال میں خواندہ بنانے کی سکیم تیار کی گئی ہے۔

— جرمنی میں دس لاکھ اشخاص بے کار ہو گئے ہیں۔

— صوبہ کورنگسی میں نیننگ اور ینگیانگ کے میدان جنگ میں بیس ہزار چینی ہلاک ہو گئے ہیں۔

— ۴ر فروری کو سر سکندر نے مسٹر گاندھی سے ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں دہلی میں ملاقات کی۔

— مسٹر گاندھی اور وائسرائے کی ملاقات ناکام رہی۔

— وائسرائے سے ملاقات کے بعد مسٹر گاندھی نے بیان دیا ہے۔ کہ انگلستان کے ساتھ باعزت تصفیہ کا کوئی امکان نہیں۔

— پندرہ بیس ہزار کے قریب روسی فوج ہلاک ہو چکی ہے۔

— جرمنی صلح کے لئے آمادہ ہے۔ ہٹلر کی منظوری سے نئی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

— ہندوستان میں مردم شماری کے انتظامات شروع ہو گئے ہیں۔ خرچ کا اندازہ پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ فی الحال ساڑھے بارہ لاکھ کی منظوری

(... قادیان ... مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل ... نے فاروق ... قادیان سے ... لیا)

وصیتیں

ع ۵۵۰۰ - منکہ شیخ نور احمد ولد شیخ فضل دین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کھیوا باجوہ ڈاکخانہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ $\frac{1}{39}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ مَیں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو قریباً مبلغ تیس روپے ماہوار ہے۔ جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔

اگر میری وفات کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد :- شیخ نور احمد جنرل سکرٹری حلقہ گنج جماعت احمدیہ لاہور۔ گواہ شد۔ حکیم جلال دین پریذیڈنٹ حلقہ گنج جماعت احمدیہ لاہور۔ گواہ شد مرزا رحمت اللہ بی۔ اے پنجاب سول سکرٹریٹ لاہور۔ گواہ شد چودھری بدر دین کھٹانہ سکرٹری تعلیم و تربیت حلقہ گنج جماعت احمدیہ لاہور۔

ع ۵۵۰۱ - منکہ تجمل حسین ولد سید محمد حسین احمدی قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ظفروال (حال وارد روئرو) ڈاکخانہ خاص۔ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ $\frac{1}{39}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

اس وقت میں ۷۵/-/- شلنگ ماہوار کا ملازم ہوں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ماہ بماہ انشاء اللہ ادا کرتا رہوں گا۔ جس قدر ماہوار آمد میں ترقی ہوتی رہے گی۔ اسی قدر حصہ وصیت میں بھی زیادتی کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہو گی۔ میرے ورثاء کو دخل اندازی کا کوئی حق نہ ہو گا۔

العبد :- سید تجمل حسین احمدی P.O. Ruiru East Africa گواہ شد چودھری محمد شریف احمدی پوسٹ بکس ۱۳ نیروبی مشرقی افریقہ۔ گواہ شد چودھری نذیر احمد احمدی P.O. Ruiru East Africa.

مَیں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ جائیداد نہیں۔ سید محمد حسین والد موصی و آنریری انسپکٹر وصایا بقلم خود (دفتر قانونگوئی نارووال ضلع سیالکوٹ)

ع ۵۵۱۱ منکہ میاں خدا بخش نمبردار ولد میاں فتح محمد قوم جٹ گوندل پیشہ زمیندارہ عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن کوٹ مومن ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ $\frac{12}{39}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے :-

(۱) چار مربعہ جات اراضی زرعی واقعہ موضع کوٹ مومن و کوٹ راجہ مالیتی تیس ہزار روپیہ

(۲) مکان دو منزلہ پختہ واقعہ موضع کوٹ مومن نو ہزار روپیہ (۳) مولیشیان مالیتی ایک ہزار روپیہ یعنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ مالیتی چالیس ہزار روپیہ کی ہے۔

(۴) مزید براں نمبردار بھی ہوں۔ جس کی سالانہ آمدن ہے۔

مندرجہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتا ہوں۔ اور میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ ۱/۱۰ حصہ جائیداد حین حیات میں ادا کر دوں گا۔ جو رقم بطور حصہ جائیداد کے ادا کرتا رہوں۔ وہ ۱/۱۰ حصہ میں مجرا دی جایا کرے۔ اور آمدنی نمبرداری کا بھی ۱/۱۰ حصہ سالانہ ادا کیا کروں گا۔ اگر خدانخواستہ حین حیات میں جو رقم واجب الوصول ادا نہ کر سکوں وہ بعد وفات میرے میری جائیداد سے صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان وصول کرنے کی مجاز ہو گی۔ بعد وفات منظہر اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ یا صدر انجمن احمدیہ کو ثابت ہو جائے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصولی کی انجمن مجاز ہو گی۔

العبد :- خدا بخش نمبردار کوٹ مومن موصی بقلم خود گواہ شد :- دوست محمد ولد حاجی امیر الدین سکنہ کوٹ مومن سکرٹری انجمن احمدیہ بقلم خود۔ گواہ شد :- فضل الدین ریڈر ہائی کورٹ لاہور بقلم خود موصی نمبر ۲۳۶۷۔ گواہ شد :- سید محمد حسین احمدی دفتر قانونگوئی نارووال ضلع سیالکوٹ نیز آنریری انسپکٹر وصایا بقلم خود موصی ع ۲۵۳۱۔

ع ۵۵۰۷ - منکہ حاجی حسن خاں ولد چاکر خاں قوم بلوچ کھلول پیشہ زراعت عمر تخمیناً ۳۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۷ء ساکن چوریٹہ کوٹ ہیبت ڈاکخانہ ڈیرہ غازیخاں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ $\frac{12}{39}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

(۱) جائیداد غیر منقولہ از قسم زرعی اراضی تعدادی رقبہ تخمیناً پونے تیرہ بیگھے واقعہ چاہ جلال والا موضع چھابری بالا تحصیل ڈیرہ غازیخاں و بند دہانڈے والا چوگان۔ بند حکڑ والا چوگان موضع کوٹ ہیبت تحصیل ڈیرہ غازیخاں (نوٹ۔ یہ چاہ جلال والا میں دس بیگھے ہیں) قیمت بازاری بازاری مبلغ چالیس روپیہ فی بیگھہ کے حساب قیمتی ۴۰۰/-/- روپیہ۔ بند دہانڈے والا چوگان و بند حکڑ والا چوگان میں پونے تین بیگھہ اراضی ہے۔ قیمت بازاری فی بیگھہ مبلغ پندرہ روپے کے حساب سے قیمت مبلغ ۴۲/۴/- روپے کل قیمت ۴۴۲/۴/-

(۲) ایک جوڑہ مرگاواں کل قیمتی ۶۰/-/- روپے۔

(۳) مشین گھاس کاٹنے والی قیمتی ۱۵/-/- میں سے پانچواں حصہ ۳/-/-۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ قرضہ میرے ذمہ ہے۔ جس کی ادائیگی کی ذمہ واری مَیں اپنے اوپر لیتا ہوں۔ اس کا وصیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ سو میں امید کرتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا جائیداد خود مالیتی ۵۰۵/-/- روپے میں سے دسواں حصہ بطور وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں بخوشی خود کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اقرار کرتا ہوں۔ کہ بر وقت وفات جو کچھ جائیداد میری ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور میں عہد کرتا ہوں۔ کہ حتی الوسع وصیت کردہ حصہ جائیداد کی قیمت اپنی حین حیات میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں گا۔

العبد : حاجی حسن خاں بقلم خود۔ گواہ شد ایم عبد الرحمٰن بقلم خود۔ گواہ شد :- ملک عزیز محمد پلیڈر و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں۔

دعائے مغفرت مولوی نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر نارووال لکھتے ہیں۔ کہ میری ہمشیرہ بی بی زبیدہ بعمر ۲۸ سال بروز عید الضحیٰ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۴۰ء کو بوقت دس بجے دن کے وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون تمام احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس نصیب فرمادے۔ اور میرے ضعیف والدین کو اس صدمہ جانکاہ کے برداشت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔